درس حدیث

محمداظہرمدنی

رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت وتاکید

عن أبی هريرة رضی الله عنه أنه قال: سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: من سره أن يبسط الله فی رزقه وأن ينسأ له فی اثره فليصل رحمه . (صحیح بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو اور اس کی عمر لمبی کردی جائے تو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔(صحیح بخاری)

تشریح: قرآن وحدیث میں متعدد جگہوں پر صلہ رحمی کا ذکر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی کرنے والوں کے لیے خوشخبری دی ہے۔''صلہ'' یہ ایک ایسا لفظ ہے جو اخلاق کریمانہ کی تمام شکلوں کو شامل ہے۔اور لفظ''رحم'' کا اطلاق رشتہ داروں پر ہوتا ہے۔اس طرح مذکورہ عنوان کا مفہوم ہوا کہ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا، ان کے کام آنا، خندہ پیشانی اور خاکساری سے پیش آنا اور ان کی غلطیوں کو درگذر کرنا وغیرہ۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلہ رحمی کا بہت بڑا درجہ اور مقام ہے اور صلہ رحمی کو برتنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتہ ناطہ توڑنے سے بھی بچو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔(سورہ نساء:۱)

وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا (الاسراء:۲۶) اور رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو۔وَالَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَاب اور اللہ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور وہ حساب کی سختی کا اندیشہ رکھتے ہیں۔(سورہ الرعد۲۱) رشتے ناطے کو مضبوط کرتے ہیں جوڑتے ہیں توڑتے نہیں ہیں من جملہ تمام رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ضروری ہے اور ان رشتہ داروں میں سب سے زیادہ جو صلہ رحمی کا مستحق ہے وہ والدین ہیں اللہ تعالیٰ جہاں اپنے حق کا ذکر کیا ہے وہیں والدین کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا ہے چنانچہ والدین کو ہمیشہ مقدم کرنا چاہیے بالعموم صلہ رحمی کی بیشمار فضیلتیں ہیں صلہ رحمی کرنے والا شخص کبھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں ہوتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فارغ ہوئے تو رحم نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی سے میری پناہ مانگے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں گا جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑ دوں گا جو تم سے اپنے آپ کو توڑ دے **اما ترضين ان اصل من وصلک واقطع من قطعک** تو رحم نے کہا اے رب کیوں نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے قطع رحم کرنے والے کو سخت وعید سنائی ہے بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں: **لا يدخل الجنة قاطع** قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پیارے نبیؐ سے ہمیشہ ایسے اعمال کے بارے میں سوال کرتے تھے جس پر عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جائے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیے جسے میں کرکے جنت میں داخل ہو جاؤں اس پر لوگوں نے کہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے کیا ہو گیا ہے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اسے اس کی ضرورت ہے پوچھنے دو اس کے بعد رسول اکرم نے انہیں بتایا کہ **تعبد الله ولا تشرک به شيئا وتقيم الصلاة وتؤتی الزکاة وتصل الرحم** اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نماز قائم کرتے رہو زکاۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو یہی وہ اعمال ہیں جو تمہیں جنت میں لے جائیں گے۔

مذکورہ تمام احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رزق میں کشادگی،عمر میں درازی،ایک دوسرے پر شفقت ورحمت اور اخوت ومحبت ایک دوسرے سے معانقہ،سلام،نرم بات حلم وبردباری اور مال خرچ کرنا وغیرہ صلہ رحمی سے حاصل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تمام اعمال بہت محبوب ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے کے گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رشتہ داروں پر صلہ رحمی کرنے سے دوگنا اجر ملتا ہے۔حضرت سلمان بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: **الصدقة علی المسکين صدقة وعلی ذی الرحم سنتان صدقة وصلة** مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر مال خرچ کرنا صدقہ ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔یعنی دوگنا اجر ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو صلہ رحمی کی اہمیت وفضیلت اور اس کے فوائد کو سمجھنے کی توفیق ارزانی بخشے اور اس پر قائم ودائم رہنے کی خصوصی عنایت بخشے اور ہمارا حشر ونشر ان لوگوں کے ساتھ فرمائے جو صلہ رحمی کرنے والے تھے۔**وصلی الله علی نبينا محمد**

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ

بَدِیعُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْض

دنیا کے عجائب وغرائب پر غور کرتے ہیں تو محیر العقول اور بے حد حیران و ششدر کردینے والی واضح اور مسلّم ترین باتوں میں سے یہ افسوسناک وکربناک بات بھی سامنے آتی ہے کہ انسان موجودات، محسوسات، مرئیات اور مشاہدات اور ایک طرح سے غیبات اور ماضی وحال اور مستقبل کے بہت سے حالات و معاملات اورواقعات کو مقصود و مطلوب ،مطالبات، اہداف اور مرغوبات کو مسلّمات میں سے سمجھتا ہے،اس پر یقین رکھتا اور ایمان لاتا ہے اور پورے ایمان وایقان، اذعان اور وثوق واعتماد سے اس پر اعتماد اور توکل کر کے اسے انجام دیتا ہے یا اس کو مقاصد اور معمولات زندگی میں سرفہرست رکھتا ہے، بلکہ اسی میں اپنی زندگی کھپا دیتا ہے۔مگر ان تمام اشیاء وامور اور اس کے اعیان و ذرات اور عوارض ولوازم کو وجود بخشنے والے،موجد ومبدع ، خالق و مالک اور متصرف کو نہیں جانتا ، بلکہ اس کا بسا اوقات منکر بن جاتا ہے۔ یہ فطرت، عقل و حکمت اور منطق سب کے خلاف ہے۔اسی لیے اس طرح کی ذہنیت اور تفکیر صرف معدودومحدود اور قدرے قلیل لوگوں کی ہی ہوتی ہے۔دنیا میں انسانوں کی غالب اکثریت بلکہ مختلف قرون وادوار میں ہمیشہ خالق و مالک اور وجود باری کے ماننے والوں کی رہی ہے۔دہریت، الحاد زدہ اور ناستک لوگ کبھی کبھی اور کہیں کہیں ہی رہے ہیں۔انسان ہمیشہ متدین رہا ہے اور یہ فطرت کے عین مطابق ہے کہ ہر انسان متدین ہو،خواہ وہ عالم ہو یا جاہل اور وہ کسی بھی خطہ ارضی کا رہنے والا ہو، وہ کسی ہستی کو مانتا اور اس کو خالق و مالک اور متصرف جانتا ضرور ہے۔ ہر بچہ ہر گھر میں اسی دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ہاں ماحول جیسا ہوتا ہے وہ اسی میں ڈھل کر اللہ کو الہ ومعبود، خالق و مالک اور مدبر مانتے ہوئے بھی والدین اپنی تربیت کے ذریعہ ماحول کے مطابق اس کو اپنے رنگ میں رنگنا شروع کردیتے ہیں اور وہ بھی ''الولد سر لابیہ'' کے قبیل سے اسی چال ڈھال اور دین و مذہب کو اختیار کر لیتا ہے۔اور ''جیسا دیش ویسا بھیس'' شعوری ولاشعوری طور پر بنا لیتا ہے۔ارشاد گرامی رسول آخر الزماں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہے''کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ و ینصرانہ

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

بدل اشتراک
سالانہ ____ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ____ ۷/روپے
پاکستان ____ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اویمجسانہ ''ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں''۔

اور کسی نے سچ کہا ہے:

وینشأ ناشئ الفتیان منا
علی ما کان عوده ابوه

انسان اپنے گرد وپیش اور ماحول کا پیداوار ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ ہر دور میں اس کی بھاری اکثریت متدین لوگوں کی رہی ہے۔ خالص الحاد ودہریت کا دور روس میں کمیونسٹوں کا تھا۔ جن کے یہاں دین، خالق و مالک اور معبود کا نام لینا جرم عظیم تھا۔ حکومت، اس کی مشنری، اس کی تحریکات وترتیبات اور تنظیمات کا سارا زور دین، God، خالق و مالک اور کسی بھی مذہب اور دھرم کو مٹا دینے پر صرف ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو ماننے والوں پر جبر واکراہ کرنے، ان کو استبدادی پنجوں میں جکڑنے اور جاسوسی اور ایجنسیوں کے جال میں پھنسانے کے علی الرغم اور اللہ والوں کا ستر اسی سالوں میں مکمل صفایا کر دینے کے زعم اور یقین کرنے کے باوجود جونہی یہ حصار ظلم واستبداد اٹھا اور ادنیٰ مہلت وفرصت کیا ملی کہ پتہ چلا کہ وہاں کی بھاری اکثریت دین پسند ہے، دین وایمان کو مانتی ہے او خالق و مالک پر ایمان ویقین اور آستھا رکھتی ہے اور عقیدہ اور اس کے ثمرات ولوازمات اور علامات کے نام ونشان مٹا دینے کے باوجود دین کا تصور اور مذہب اور خالق اور اللہ تعالیٰ کا وجود ان کے قلب وجگر اور ذہن ودماغ میں موجزن ہے۔

یوں بھی یہ بات فطرت، انسانی طلب وحاجت اور ذہنیت کے بالکل خلاف ہے کہ مخلوق موجود ہو، خالق نہ ہو، مسبب ہو، اسباب نہ ہو، مفعول ہو اور کوئی فاعل ہی نہ ہو۔ ایک بدوی شتربان اور اونٹوں کا چرانے والا خالق وصانع کو ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں، لیکن جب اس کی اونٹنی گم ہوگئی تو وہ اس کے نشان راہ پر چل پڑا، لیکن کچھ دور چل کر اسے بھی گم پایا، ناامیدی اور زیادہ قلب ودماغ پر چھا گئی کہ یکایک اونٹ کی مینگنی اسے نظر آگئی اور یہ منکر خدا پکار اٹھا ''**البعرة تدل علی البعیر، والاثر یدل علی المسیر، الا یدل علی الصانع ھذا الکون العظیم**''۔ یہ مینگنی اگر اونٹنی کے موجود ہونے پر یقین دلاتی ہے تو اتنا بڑا نظام عالم کیسے کسی بنانے اور چلانے والے کے چلے گا۔ اس لیے اس کا صانع وخالق ضرور ہے۔

دنیا میں متکلمین و فلاسفہ اور اہل علم وجود باری تعالیٰ پر ہزاروں دلیلیں مختلف انداز میں دیتے ہیں، عقلی بھی اور نقلی بھی۔ قرآن کریم سب سے موثوق ومعتمد اور اتھینٹک Authentic کتاب ہے۔ اس میں وجود باری تعالیٰ، بلکہ اس کے حقیقی اور تنہا خالق و مالک اور معبود برحق ہونے اور واحد واحد اور اس کے صمد وتنہا وجود کو ثابت کرنے والی آیات بے شمار ہیں جو ایک عقلمند اور دانا وبینا انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے کافی وافی ہے۔ ارشاد ہے: بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (الانعام:۱۰۱) ''وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اللہ تعالیٰ کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بیوی تو ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے''۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (الزمر:۶۲) ''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے''۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاۗءُ بَنٰىهَا. رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا. وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا. وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا. اَخْرَجَ مِنْهَا مَاۗءَهَا وَمَرْعٰىهَا. وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا. مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (النازعات:۲۷-۳۲) ''کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا؟ اللہ نے اسے بنایا۔ اس کی بلندی اونچی کی پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ اس کی رات کو تاریک کر دیا اور اس کے دن کو نکالا۔ اور اس کے بعد زمین کو ہموار کر دیا۔ اس میں سے پانی اور چارہ نکالا۔ اور پہاڑوں کو مضبوط گاڑ دیا۔ یہ سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لئے ہیں''۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (آل عمران:۱۹۰) ''آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں''۔

یہ ساری آیتیں واضح اور دوٹوک ہیں کہ وجود باری تعالیٰ یقینی ہے۔

مگر یہ بھی مسلّم ہے جو مسلم صاحب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ:

کہاں تک اب تو اے مسلم دماغ اپنا دکھاویگا
سعیدازلی کو اتنا ہی سنانا کام آویگا
اگر بد بخت کو تو ایک دفتر کہہ سناوے گا
تجھی کو، بلکہ وہ الٹا ہی لا مذہب بتاوے گا
خدا نے مہر اس کی فہم و دانش پر لگائی ہے

یہاں ایک معبود برحق اور ایک خالق ارض وسماء، انس وجان اور کون ومکاں کی بات اہل ایمان کے ایمان میں بڑھوتری کا سبب ہے اور معبودان باطلہ ومتعددہ ومتفرقہ کی باتیں، جو حقیقت میں جہاں مذہب پر یقین رکھنے والوں کے لیے باعث تشویش ہیں وہاں ملحدوں کے لیے بھی خلجان اور وساوس و اوھام کا سبب ہیں۔ کیوں کہ وہ بھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اور غلط بات کو اپنی غیر فطری اور غیر منطقی باتوں سے توبہ نہ کرنے کے لیے بہت بڑا چارہ اور سہارا سمجھتے

ہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم خالق ومالک کو مان لیں اور یہ باور کر لیں کہ دنیا جہاں اور سنسار کا بنانے اور انس وجن سب کو پیدا کرنے والا کوئی ہے تو پھر دین اور خالق وموجد پر یقین رکھنے والوں میں کیوں اتنا اختلاف ہے؟ کچھ دو کو معبود مانتے ہیں۔ مجوسی وزرتشت کچھ تین کو مانتے ہیں، جیسے عیسائی۔ اور کچھ کئی کئی اور بے شمار خداؤں کو مانتے ہیں۔ اور کچھ ایک ہی خالق ومالک کو معبود برحق سمجھتے ہیں۔ بھلا کس کو مانوں کس کو نہ مانوں، تمہارے آستھا اور عقیدہ نے تو بھانت بھانت کی بات کر رکھی ہے۔ کوئی جائے تو کہاں جائے؟ اس کے علاوہ بھی بہت سے مغالطے پیش کرتے ہیں۔ دراصل وہ دین وخدا کو ماننے والوں کا ایک الگ مسئلہ ہے، مگر وہ بھی صاف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ" (الانبیاء:۲۲) "اگر آسمان اور زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہوجاتے، پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں"۔

نیز ارشاد ہے: اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ. اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ. اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ. اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ. اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (النمل:۶۰-۶۴) "بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اگا دیئے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ سیدھی راہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ کیا وہ جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لیے پہاڑ بنایا اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ بے کس کی پکار کو جبکہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت اور عبرت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوش خبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اس کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں، ان سب سے اللہ بلند وبالا ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ"۔

اگر دو خدا ہوتے سنسار میں
تو دونوں بلا ہوتے سنسار میں
ادھر ایک کہتا کہ میری سنو
ادھر ایک کہتا میاں چپ رہو
خطرناک ہوتا زمانے کا رنگ
ہوا کرتی ہر روز دونوں میں جنگ

اس وقت کے بعض سائنسدان عجائبات قدرت اور کائنات کے بعض مشاہدات سے متاثر ہوکر "انما یخشی الله من عباده العلماء" کا کردار ادا کر رہے ہیں اور جن کو ایمان واسلام اور قرآن سے ادنیٰ شغف اور اس پر ایمان ہے وہ خشیت الٰہی سے لرز جاتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہوجاتا ہے۔ خصوصاً جب آسمان وزمین اور اس میں قدرت کی کاریگری وصنعت کاری، اس کی وسعت وکثرت اور اس میں بے شمار سیاروں اور ستاروں اور ان کی گردش کو دیکھتے ہیں تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں" ربنا ما خلقت هذا باطلا" اور وہ ایک عظیم خالق ومالک، مدبر اور موجد کا حکم پڑھ کر اسی کا ہوکر رہ جاتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی محمد بن عبداللہ رسول اللہ اور آخر الانبیا ﷺ جو صفائے دل، روشن ضمیری اور فکر وآگہی میں ہمیشگی (كان صلى الله عليه وسلم دائم الفكرة) اور تدبر وتفکر میں بے مثیل وبے نظیر تھے بلکہ قرآن کے خطاب سے پہلے ہی سے خلاء، تنہائی، فکر کی گہرائی، پہاڑوں کی اونچائی، آسمان وزمین کی پنہائی اور تنہائی میں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کا مشاہدہ فرماتے تھے اور اس رب کریم کا گن گاتے تھے اور اسی کا ہوکر اس کی خشیت اور تقوی سے لرزہ براندام ہوجاتے تھے، اس کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔ پھر وجود باری تعالیٰ اور اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی عظمت وقدرت کا مشاہدہ آپ کو آبدیدہ اور گریہ وزاری پر مجبور کر دیتا اور آپ کے رخسار، موئے مبارک اور ریش مطہر، وجہ انور اور جبین از ہرتر ہوجاتے اور آپ کے سینہ وصدر بھیگ جاتے اور آنسوؤں کی ایسی جھڑی لگتی اور آنکھیں اس قدر مینہ برساتی کہ تکیہ اور زمین بھی تربتر ہوجاتے۔ خصوصا تہجد کے وقت جب آپ اٹھتے جس میں وجود باری اور اس کے عجائب قدرت کا

مشاہدہ دل کی آنکھوں سے کرتے اور قرآن کریم کے اسلوب وعبارت میں سنتے تو یہ کیفیت اور حالت عجیب بن جاتی تھی۔

’’إِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لآیَاتٍ لِّأُوْلِیْ الأَلْبَاب. الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّهَ قِیَاماً وَقُعُوداً وَعَلَیَ جُنُوبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّار. رَبَّنَا إِنَّکَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَیْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ أَنْصَارٍ. رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیاً یُنَادِیْ لِلإِیْمَانِ أَنْ آمِنُواْ بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الأبْرَارِ. رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَی رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ‘‘ (آل عمران: ۱۹۰-۱۹۴)

’’آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تونے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے؟ اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تونے اسے رسوا کیا اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا باآواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے۔ یا الٰہی! اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تونے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا‘‘۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ دل ودماغ، کان، آنکھ اور زبان میں اور دائیں بائیں، اوپر نیچے، آگے پیچھے اور سراپا نور مجسم بنادینے کی دعا کرتے، زمین وآسمان اور اس کی وسعتوں، اونچائیوں اور پنہائیوں، کہکشاؤں، سیاروں، ستاروں اور زمین کی وسعتوں میں بے شمار نشانیوں اور سمندروں اور فضاؤں میں جو بے شمار نعمتیں، خلقتیں اور قدرت کاملہ کے سامان دیکھے ہیں، ان میں روشنی عطا کر، آنکھوں سے لے کر دل کے اتھاہ سمندروں اور اس کی وسعتوں میں اتنی روشنی، نور الٰہی اور قوت وبصیرت، بصارت بھر جائے کہ عظمت ورحمت بے کراں اور زیادہ ایمان ویقین بڑھتا چلا جائے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا طوفان تھمنے نہ پائے۔

اور اس پر اسراء ومعراج کا عروج جہاں جبرئیل امین، آسمان کی مخلوقات کے خَلق عظیم اور ذوالقوۃ المتین بھی پَر نہ مارسکیں اور آگے بڑھنے سے روک دیئے جائیں جہاں آپ ﷺ قدم رنجہ فرمائیں۔ وہاں پہنچنے سے پہلے پکار اٹھیں۔

اگر یک سر موی برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

کہ اگر بال برابر آگے اڑے اور پرواز کرنے کی کوشش کی تو اس کی ذات والا صفات تو دور کی بات ہے اس کی تجلی ہی میرے پروں کو جلا کر خاکستر کردے گی۔

اور پھر ہم اس کے ایک ہی چھوٹے سے سیارے پر جائیں تو ہم ان سائنسدان اور دنیا دار کے ہر فارمولے پر ایمان لے آئیں، سر تسلیم خم کرلے جائیں اور تحقیق پر آمنا وصدقنا کا نعرہ لگائیں۔ جن کی تحقیقات ایک طرف، مگر ان کی تصدیقات اور اخلاقیات ان پاکبازوں، پاک طینتوں اور قدوسیوں بلکہ صادق ومصدوق اور امین وقوی کی باتوں پر یقین کرلینے والوں کو مورد الزام ٹھہرائیں، ان کے بارے میں دنیا بھر کی باتیں بنائیں اور ان کی قدامت پرستی اور رجعت ودقیانوسیت کے قصے اور الزامات دہرائیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے اور کیسا عقل ودماغ ہے اور کیسی فہم وفراست ہے؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

تم کہتے ہو کہ چودہ سو سال اور ہزاروں سال پہلے کے یہ واقعات و حکایات دور از کار اور فرسودہ لگتے ہیں اور سائنس اور علوم کی اس ترقی کے دور میں بھی جب اقوام عالم قریب ترین سیارہ چاند پر جانے کے لیے ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور خلا میں جانے کی ہوڑ میں غریب وترقی پذیر ممالک بھی پوری قوم کو فلاکت، افلاس اور فقر وفاقہ میں مبتلا کر کے کما حقہ کامیابی حاصل نہیں کر پارہے ہیں تو اس وقت جاہلیت کے دور میں اور جب چند اچھے پڑھے لکھے انسان بھی نہ تھے اور علوم وفنون کا نام ونشان بھی نہ تھا، اس طرح کارنامے، معجزات اور کرشمات سراپا خرافات لگتے ہیں (نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات) جب کہ آج ہر طرح کی تعلیمات، تصورات، تصدیقات اور مشاہدات کے باوجود بہت سے اہل علم چاند پر جانے کو خرافات ہی مانتے تھے، تو بتاؤ اس وقت کی بات کیسے مسلمات میں سے مان لی جائے؟

دراصل تم تضاد وتناقض محض کے شکار ہو۔ اگر تمہارے ہی مقدمات وارشادات اور صغری وکبریٰ پر نتائج برآمد کیے جائیں تو تمام فلسفۂ قدیم اور علوم قدیمہ فرسودہ قرار پائیں گے۔ فلکیات، اجرام سماویہ خرق والتیام کو قبول کرتا ہے یا نہیں۔ منازل قمر ہیں یا نہیں۔ کواکب وسیارات اور ستارے کیا ہیں؟ اگر آسمان وزمین اور چاند ستاروں کی گردش اور ان کے بارے میں جو تعلیمات وانکشافات اور حقائق قرآن نے بیان کیے ہیں اور نبی امی کریم ﷺ نے بتائے ہیں، ان

کی صدفی صد تصدیق ہورہی ہے،تو جس طرح وہ صحیح ہیں اسی طرح وہ واقعات اورحقائق معراج وغیرہ بھی حقیقت ہیں،تمہاری لاعلمی اور نافہمی کسی علم وفہم کو کیسے ختم کرسکتا ہے۔ واقعات ، باتیں اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق مقال اور اسوہ حسنہ کو،مثالی نمونہ گاندھی جی بھی مانتے تھے اور نبی پاک ﷺ اور ابوبکر وعمر کے منہاج پر حکومت کی تشکیل کی تمنا کرتے تھے۔ دی ہنڈریڈ (The Hundred) کے مولف نے بھی آپ کے کردار، اخلاق اور شخصیت کی وجہ سے آپ کو دنیا کا سب سے عظیم انسان مانا۔ پھران کی بات کوتو نہ مانیں،مگرایک ادنیٰ طالب فن اورسائنسداں کی بات کوصد فیصد تسلیم کرلیں اورسب سے سچے کی بات پر یقین نہ کریں،جس کی گواہی دنیا دے رہی ہے جوفطرت اورنیچر سے میل کھاتی ہے۔عقل وخرد بھی جس کو ماننے پرمجبور ہے۔

اگر کچھ دیکھنے نہ دیکھنے پر موقوف ہےتو بتاؤ تم سنی سنائی اور گرد وپیش کی اطلاع پر ہی تو والدین کوتسلیم کرتے ہواوران کی محبت اوران کے لیے فداکاری و جانثاری کا دم بھرتے ہواورتمہارا پختہ یقین ہے کہ میری ماں یہی ہے، باپ تو اس کے علاوہ ہونے کودل بھی ابا کرتا ہے، دماغ بھی ساتھ نہیں دیتا کہ اس کے علاوہ کو باپ مان لوں۔ طبیعت ابا کرتی ہے کہ اس کے علاوہ سوچ بھی سکوں اور ساری دنیا مل کر بھی کچھ اورانکشافات کریں تو ان کا منہ نوچ لوں۔ آخراس قدر یقین کی وجہ کیا ہے؟ پھر اس کی بنیاد پر دنیا اور دین کے احکام بھی منطبق و نافذ کرتے ہو۔ میراث میں کسی کوشریک ہی نہیں کر سکتے نہ خود دست بردار ہوتے ہو۔ رشتے نبھاتے ہو، نئے رشتے رچاتے ہو، یقین کا کون سا فارمولہ اور ذریعہ ہے جس کے ذریعہ تم ان کے بارے میں ایسا یقین رکھتے ہواوراحکام ومعاملات وتعلقات بھی استوار اور جاری رکھتے ہو، کچھ بتاؤ تو سہی۔ پیٹ میں تمہارے کینسر ہے۔اللہ تعالیٰ اس سے سب کو بچائے۔مگرتم ایک ادنیٰ مشین اورڈاکٹر کی تشخیص پر یقین کر کے اتنے جتن کرتے ہو، شفایابی کے لیے ڈاکٹر کومسیحا مان کر پیسہ بھی دیتے ہواور ممنون کرم بھی ہوتے ہو۔بن دیکھے آخرتم کن کن چیزوں پر لٹو ہورہے ہواورسب کچھ لٹانے اور مر مٹنے پر تیار ہورہے ہو؟

ذرا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی سوچو! آخر دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کی بات کہاں کہاں کروگے؟ پھرسب سے بڑی حقیقت اللہ تعالی کا انکار کیسے کرتے ہو؟

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن

تمہارے منہ سے جراثیم اور بیکٹر یا کتنی مقدار میں نکل رہے ہیں۔ پیٹ کا درد، آنکھوں سے کب دیکھا، پکڑا اور چھو کر کب محسوس کیا۔فکر وغم کے سمندر میں غوطہ زن ہو۔ ذرا بتاؤ وہ کدھر رچا بسا ہے؟ تمہاری سوچ اور عقل کدھر ہے؟ مجھے بھی ان کی اصلیت وحقیقت دکھاؤ اور بتاؤ، آخر کیا ان سب سے پیدل ہوکر کون سا کام انجام دینے کو بے دین اور ملحد بھائیوں نے سوچ رکھا ہے۔ بتاؤ جج صاحب تم سے مطالبہ کریں کہ فلاں نے جوتمہارے منہ پر تھپڑ ماری ہے جس سے کراہ رہے ہو وہ ذرا دیکھاؤ، مان لیا کہ زخم دکھا لے جاؤ گے مگر اس کی ٹیسیں کیوں کر دکھا پاؤ گے؟ محبت اور خوشی جو دل میں موجزن ہیں، آنکھوں سے جو روشنی پھوٹ رہی ہے اسے ذرا دکھاؤ گے، یہ کان پھاڑ دینے والی آواز کدھر ہے دکھاؤ گے، ناک ومنہ سے جوزندگی کی سائنس لے کر زندہ جاوید رکھنے کی امنگیں پالے ہوئے ہو وہ ذرا مجھے بھی دکھاؤ؟ ہوا کبھی کبھی گرد وغبار اور دیگر اشیاء سے ٹکراتی ہے تو نظر آتی ہے ورنہ وہ تو بالکل ہی نظر نہیں آتی، بلکہ گرد وغبار نظر آتے ہیں اور ہوا جو محرک ہے وہ نظر نہیں آتی، تو محرک اول واصلی کے دیکھنے پر ہی کیوں مصر ہو۔تمہاری آنکھوں میں تو پاور بھی نہیں ہے۔اس کی ادنی گرد اور تنکے تمہاری آنکھ بند کردے رہے ہیں اور وہ خود سامنے آجائے تو کیا حال ہوگا؟ پھر محرک اول اوراصلی کو کیوں کر دیکھ کر برداشت کر پاؤ گے؟ ہے طاقت دیکھنے کی؟ جب کہ حضرت موسی علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور اولوالعزم نبی اس کی تاب نہ لاسکے۔ وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰی لِمِیقَاتِنَا وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ،قَالَ لَنْ تَرٰئنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰئنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الاعراف:۱۴۳) ”اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے اوران کے رب نے ان سے باتیں کی تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں، ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم مجھ کو اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب اس پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا، بے شک آپ کی ذاب منزہ ہے میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے اس پر ایمان لانے والا ہوں“۔

دیکھو! تم سے زیادہ دانا وبینا اور دل گردے والے اولوالعزم اور ذی علم لوگ صاف صاف کہتے سنے گئے کہ ”نور انی أراہ“ (وہ ایک ایسا نور ہے جس کا میں دنیا کی ان خیرہ ہوجانے والی کمزور آنکھوں سے کیوں کر مشاہدہ و رؤیت کرسکتا ہوں) اور تم چلے ہو مشاہدۂ حق پر اصرار کرنے اور رؤیت باری پر

وجود باری کو موقوف کرنے اور اس پر شرط لگانے اور فلسفے بگھارنے۔ ایاز قدرے خود بشناس۔ کسی نے جج صاحب سے شکایت کی اور ہتک عزت کا مقدمہ دائر کردیا اور تاوان وجرمانہ وہرجانہ کا مطالبہ کروڑوں میں کیا، مزید اس دعوے کے ساتھ کہ جو بےعزتی کی گئی اور جتنے دکھ اور صدمے دیئے گئے وہ جانکاہ ہیں۔ سماج میں رہنے کے لائق نہیں چھوڑا گیا اور صحت وسکون کو چھین لیا گیا۔ کیوں کہ بات ہی اتنی سخت اور دل چھلنی کرنے والی اور سینہ پھاڑ دینے والی ہے کہ اس سے زیادہ کوئی کاری ضرب اور نہ مندمل ہونے والا گہرا زخم ہو ہی نہیں سکتا۔ مدعا علیہ نے انکار کیا، تو جج نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر مدعی سے دعویٰ پر نظر ثانی کرنے کو کہا۔ مدعی نے جھٹ کہا کہ اللہ کیا چیز ہے اور کہاں ہے اس کا وجود؟ اس کے واسطے کیوں کر اور کس لیے دیئے جارہے اور قسم لیے جارہے ہیں۔ ذرا ثابت کریں اور ثبوت دیں کہ رب موجود ہے؟ اور وہ حاضر وناظر ہے؟ جج صاحب نے کہا کہ بھئی اتنا طیش میں ہیں اور ثبوت کے طالب ہیں تو آپ بھی ذرا ان زخموں کو دکھائیں اور دلوں کو چیر کر بتائیں کہ وہ صدمے، تکلیفیں، زخم، بےعزتی اور انسلٹی کہاں ہے جو بقول شاعر اور فطرت وعقلاء زمانہ کے یہاں مسلّم ہے کہ

جراحات السنان لها التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

کہ نیزوں، تیروں، تلواروں اور گولیوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخم ہمیشہ ہرے رہتے ہیں، بھرتے کبھی بھی نہیں ہیں۔

اس لیے جناب آپ اتنی بڑی حقیقت اور امر مشاہد ومعلوم اور محسوس حقیقت کو معدوم مانتے ہیں۔ بھلا آپ کا حق کون دلائے گا۔ اور ثبوت کہاں سے لائے گا اور انصاف کا تقاضا کون پورا کرے گا؟ کیا آپ دل چیر کر دکھا سکتے ہیں؟ آپ بناوٹی غمزدہ، پریشان اور پشیمان ہونے کا ڈھونگ نہ رچائیں اور دل کی دنیا پر کیا گذر گئی اور کونسی مصیبت ڈھا گئی؟ ایسی بات کو آئی گئی اور ختم ہوگئی سمجھیں اور بات کا بتنگڑ نہ بنائیں۔ درد دل کی کہانی انجانی اور زبانی ہے۔ دل پھاڑنے پر بھی وہ زخم خوردہ نظر نہیں آرہا ہے۔ پھر وہ بات وہ گالی، وہ تعبیر اور عار وشنار ہی دکھادیں جو اس نے کہی ہے۔

بھائی جان! اللہ کے لیے یہ نہ کہئے کہ اب تو اسے جانچنے والی مشین آگئی ہے، تو ٹھیک ہے آپ ان بے حس لوہا لکڑ کے مشینوں پر جو خراب بھی ہوتے رہتے ہیں اور ٹیکنیشین نہ ہو تو نتیجہ بھی صحیح نہیں آتا، اتنا یقین کئے ہوئے ہیں تو ذرا اس کے بنانے والے، اس کا وظیفہ متعین کرنے والے اور محسوس ومشاہدہ کرنے والے، درد پیدا کر کے خوشی پیدا کر کے سکون دلانے والے پر یقین کرلیں، ایمان لے آئیں تو فلاح پائیں گے۔ بے شمار جھنجھٹوں سے چھٹکارا اور نجات پائیں گے۔ تمہارے دل ودماغ اور سراپا وجود کو ضرور منواتے ہیں۔ ذرا اس حقیقت کی زیارت مجھے بھی کراؤ، جو چھپی ہوئی ہے ذرا اسے بھی سامنے لاؤ۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

ایسے بھی ہم ہزاروں حقائق ومشاہدات اور موجودات پر حقیقت موت کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ اس کے سامنے سب کا وجود ہیچ اور بےمعنی لگتا ہے۔

روح پرواز کرتے تو نے دیکھا ہو تو بتاؤ؟ موت کا انکار تو کسی کو نہیں، اسے کتنے لوگوں نے دیکھا ہے؟ وارنٹ اور وارننگ کب آئی اور روح کو قبض کرنے اور کھینچ کر لے جانے والے کو کس نے دیکھا؟

اپنے گھر میں بجلی اور اس کے بڑے بڑے کیبل تو ضرور بنالیا ہے مگر اس کرنٹ کو بھی دکھاؤ جو تمہارے وجود ہی کو نہیں تڑپا دیتی ہے بلکہ ختم کردیتی ہے۔ کبھی اسے جلتے نکلتے دیکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ اور اس مالک حقیقی کے بارے میں اتنی غفلت اور کٹھ حجتی کیوں؟ اس کے وجود کے محسوس ومشاہد ہونے پر کیوں اصرار ہے؟ اس فرشتوں پر کیوں شک ہے؟ تم ذرا موت ہی کا انکار کرکے دیکھ لو، لیکن کر نہ سکو گے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے پر کیوں بضد ہو، ایمان لاؤ، بصیرت پیدا کرو، بصارت لوٹ آئے گی، اسے دل ویقین اور علم کی آمیزش سے پروان چڑھاؤ۔

کبھی کبھی انسان نیند کی حالت میں خواب دیکھتا ہے۔ حالت بیداری میں خواب دیکھنے والوں کی بات نہیں کررہا ہوں۔ کیوں کہ وہ سپنا سپنا ہی رہ جاتا ہے۔ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا۔ خواب میں وہ ہنستا بھی ہے، روتا بھی ہے۔ اور کبھی کبھی انتہائی خوشی اور مسرت میں مگن ہوتا ہے، اس کی لذت بھی بسا اوقات محسوس کرتا ہے تو دکھاؤ ذرا خواب کے واقعات وحالات کو ورنہ کردو انکار۔ کبھی چیختے ہو، چلاتے ہو، گھبراتے ہو تو کردو اس کا انکار کہ اس کا تو وجود، ہیولی اور واقعہ تو دیکھا ہی نہیں۔ آہ! انسان آخر تجھ پر کیوں طاری ہے نسیان اور غرور نفس کے سودا کا کتنا ہے نقصان!!!

یَآاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ (الانفطار: ۶) ''اے انسان! تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکے اور فریب میں مبتلا کردیا''؟

وجود باری تعالیٰ کے حوالہ سے ذرا ایک اور ناحیہ سے غور کرو موجودہ علوم فلکیات وشمسیات واقمار حقیقیہ اور صناعیہ پر نظر دوڑاؤ۔

''الشَّمۡسُ يَنبَغِیۡ لَهَا أَن تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ وَلَا اللَّيۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَکُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ يَسۡبَحُونَ ''(یٰسین:۴۰) کا نظارہ کچھ سائنسی ثبوتوں کے ساتھ کرو تو الحاد کے سارے پرت ادھڑتے چلے جائیں اور انبیاءؑ واہل ایمان اور غور کرنے والوں کی خصوصاً اللہ تعالیٰ کے صادق ومصدوق بندوں کے ایمان وایقان اور فرمان ہی تمہارے لیے ان سب سے بڑا ثبوت ہوجائے گا۔تم ان یقینیات کو مانو اور مزید ثبوت واطمینان قلب اور اس پر جماؤ کے لئے سائنسدانوں کو پڑھو تو یہی کہیں گے کہ زمین سورج کے گرد ایک لاکھ سات ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چکر لگا رہی ہے۔غور کریں کہ سائنسدانوں کو پیدا کرنے والے نے کیا زبردست نظام بنایا ہے کہ اس قدر تیز رفتاری کے باوجود زمین پر بسنے والوں کو ادنیٰ حرکت اور جنبش کا احساس تک نہیں ہوتا۔سورج کے گرد ایک چکر مکمل کرنے میں تو ایک سال لگتا ہے۔اور اس عرصے میں وہ تقریباً چھیانوے کروڑ کلومیٹر سفر کرتی ہے۔سیدھے سیدھے آپ یہ سمجھیں کہ جتنی دیر میں آپ کی آنکھ جھپکتی ہے،اتنی دیر میں زمین ڈیڑھ ہزار کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ طے کر لیتی ہے۔ اس روٹ میں ڈینٹ پینٹ اور مرمت واصلاح کون کرتا رہتا ہے۔ ٹریفک کا کون سا نظام چلا رہا ہے،واچ مین وغیرہ کہاں ہیں؟''ذٰلِکَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ''سب سائنسدانوں کو کن فیکون سے پیدا کرنے والے زبردست طاقت والے کی بناوٹ ہی ایسی ہے۔یا وہ جو''لَا تَأۡخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوۡمٌ ''اور''وَلَا يَؤُودُهُ حِفۡظُهُمَا '' کی صفت عظمت،علو وکبر وحکمت والے کا برپا کیا ہوا نظام ہے۔

اس کے سامنے آپ کی ہوائی،فضائی اور زمینی تیز رفتار سواریوں اور اس کے نظام اور احوال جس کو پا کر آپ اس کے اصل خالق ومالک ومصور ہی کو بھول چکے ہیں۔ہزار جتن کے بعد بھی حوادث وبے ثباتی اور بے یقینی وبے چینی کا کیا حال ہے۔کیا ایسی خبر دینے والوں پر ما قبل التاریخ اور دور جاہلیت سے تعبیر کریں گے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

غور کریں''وَالشَّمۡسِ وَضُحَاهَا''کے فلسفے اور فائدے کا انکشاف آپ پر آج ہو رہا ہے اور چاند سورج سے روشنی حاصل کر رہا ہے اس کا اپنا نوری وجود نہیں یہ اب آپ کہہ رہے ہیں،غور کریں قرآن میں اور پڑھیں اس کو دل کی آنکھوں سے اور ایمان لائیں جنہوں نے صحراؤں کی زندگی گزاری،اُمّی ہو کر کیسے باور کرایا اور انسان ایمان لے آتا اور دنیا کی روشنی دکھایا جس کی اس چکا چوند کردینے والی روشنی پاسنگ نہیں کرسکتی بلکہ آپ کو تاریکیوں میں اور افکار کے شب دیجور میں چور چور کر رہی ہے۔''وَالۡقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا '' کیسے چاند سورج کے پیچھے لگ کر روشن منارا اور بقعۂ نور بن رہا ہے۔سچ ہے:

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفرنہ کرسکا

اس لیے آج بھی بہت سے فلاسفہ اور علوم کے ماہرین کسی اور دنیا میں کھوئے ہوئے ہیں اور یقینیات کو چھوڑ کر اپنے ظنیات وتخمینات وتحقیقات سے فائدہ اٹھانے کے بجائے انکار حقائق اور حق تعالیٰ کو بھلا رہے ہیں اور منکر خدا ہیں اور شک وانکار کے جراثیم سے دوسروں کو مریض کرنا اپنا علمی وتحقیقی ترقی کا پھل کھلا رہے ہیں۔سچ ہے:

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفرکرنہ سکا
فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

''وَفِیۡ السَّمَاءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوعَدُونَ ''(الذاریات:۲۲)جہاں سے روزی ہے وہیں رازق ہے۔''وَهُوَ اللّٰهُ فِیۡ السَّمَاوَاتِ وَفِیۡ الۡأَرۡضِ يَعۡلَمُ سِرَّکُمۡ وَجَهرَکُمۡ وَيَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُونَ''الانعام:۳)

قرآن میں غور وفکر وتدبر کروا پنے رب سے لولگاؤ اسی کا گن گاؤ اور ان چند روزہ زندگی کی قیمت اور حقیقت کو پہچانو اور مفت میں اپنے قلب وجگر،ذہن ودماغ کی قوت وصلاحیت کو مت گنواؤ!

....

رمضان المبارک کا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔یہ ماہ قرآن کریم و نزول رحمت،موسم خیر وبرکت،ساعات مغفرت ومرحمت،اوقات صفائے قلب وجگر،تزکیۂ نفس،اور طہارتِ جسمانی وروحانی ہے۔اس میں تراویح اور اس کی لمبی رکعات وقراءات اور رکوع وسجود،طویل قیام،صیام وتلاوت قران،رب کریم سے قرب ومناجات،رفع درجات،معنوی وروحانی ارتقاء ومعراج،تدبر وتفکر فی خلق الارض والسماوات اور رب العالمین کی عبادت کے سنہری لمحات کو ہر آیت ،ہر لفظ اور ہر قصص قرآن پر اقوام عالم کے سچے واقعات اور مخلوقات کے بارے میں اللہ کے فرمودات کی روشنی میں پوری یکسوئی،لگن اور دل کی گہرائیوں سے غور کریں اور قران کریم کے رموز واوقاف،عبر وعظات اور نصائح وتذکیر سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگائیں۔''فَذَکِّرۡ بِالۡقُرۡآنِ مَن يَخَافُ وَعِيۡدِ ''(ق:۴۵)اور ترجمہ)اللہ تعالیٰ اس ماہ مبارک کو بھی دونوں جہان میں فوز وفلاح کا سبب بنائے۔آمین

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

محبت رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مولانا ابومعاویہ شارب

سب سے پہلے ایک ایمان افروز اور ہمارے روحوں کو جھنجھوڑ دینے والا واقعہ پڑھتے ہیں، واقعہ کچھ یوں ہے کہ مشرکین مکہ نے دھوکے سے سیدنا زید بن دثنہؓ کو پکڑ لیا اور جب ان کو سرِعام قتل کرنے لگے تو اس وقت ابوسفیانؓ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے ان سے کہا کہ اے زید!"أَنشُدُکَ اللّٰهَ یَا زَیْدُ أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْآنَ بِمَکَانِکَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ وَإِنَّکَ فِي أَهْلِکَ" میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اب اس وقت تیری جگہ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تو اپنے گھر میں آرام سے ہوتا، اتنا سننا تھا کہ سیدنا زیدؓ نے یک لخت کہا کہ "وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ فِي مَکَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ یُصِيبُهُ شَوْکَةٌ تُؤْذِيهِ وَأَنَا جَالِسٌ فِي أَهْلِي" "اللہ کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ ابھی اس وقت جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں وہاں آپ کو کوئی ایسا کانٹا بھی چبھے جس سے آپ کو تکلیف ہو اور میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا رہوں، یہ سن کر اسی وقت ابوسفیانؓ نے یہ جملہ کہا تھا کہ "مَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ أَحَدًا یُحِبُّ أَحَدًا کَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا" میں نے لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی کسی دوسرے سے ایسی محبت کرتے کبھی نہیں دیکھا جیسی محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ان سے کرتے ہیں۔ (تفسیر بغوی: 1/238) صحابیِ رسول سیدنا زیدؓ نے کیسی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اور ایسی ہی محبت اللہ کو چاہئے۔

آپ کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی جوت کو جگانے کے لئے ایک اور واقعہ ہے تاکہ ہمارے دلوں کے اندر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ویسی ہی پیدا ہو سکے جیسی محبت ان صحابۂ کرام کے دلوں میں تھی، اور یہ ممکن ہے کہ اگر ہم ان مقدس ہستیوں کے واقعات کو سنیں گے یا پھر پڑھیں گے تو ہمارے دلوں کے اندر بھی ویسی ہی محبتِ رسول کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے، اور یہ کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ یہ محاورہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا کہ "خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے" یعنی آدمی کو دیکھ کر آدمی ڈھنگ اختیار کرتا ہے تو کیا پتہ اگر ہم اللہ کے ان پاکباز ولیوں یعنی کہ صحابۂ کرام کے حالات و واقعات سنیں گے اور پڑھیں گے تو ہمارے اندر بھی محبتِ رسول کا وہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ آج بھی ہمارے اندر محبت رسول کا وہی جذبہ پیدا ہو سکتا ہے بس ان اصحابِ رسول کی سیرتوں اور کرداروں کو بار بار پڑھنے اور بار بار سننے کی ضرورت ہے، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ایمان افروز واقعہ ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب صرف اور صرف 38 لوگ ہی اسلام قبول کئے تھے تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اے اللہ کے نبیٔ اکرم و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ ہم خانۂ کعبہ کے پاس اسلام کی اعلانیہ طور پر تبلیغ کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے ابوبکر ابھی تو ہماری تعداد بہت ہی کم ہے! مگر سیدنا ابوبکرؓ نے اتنی زیادہ درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ چلو پھر ٹھیک ہے جب تم اتنا کہہ ہی رہے ہو تو جاؤ لوگوں کو اعلانیہ طور پر اسلام کی دعوت دو، اتنا سننا تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سیدھے خانۂ کعبہ میں آئے کھڑے ہوئے اور اسلام کی تبلیغ شروع کر دی، اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں موجود تھے تو دنیا کے سب سے پہلے خطیب یہی ابوبکرؓ ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، تو خیر جیسے ہی سیدنا ابوبکرؓ نے دعوت توحید پیش کی، پھر کیا تھا، اسلام اور توحید کی آواز سنتے ہی مشرکین مکہ آگ بگولہ ہو کر سیدنا ابوبکرؓ پر ٹوٹ پڑے، اور خوب مارنا شروع کر دیا، وہیں پر عتبہ بن ربیعہ بھی تھا وہ تو اٹھا اور جوتے سے سیدنا ابوبکرؓ کو اتنا مارا کہ ان کا چہرہ سوج گیا ان کی ناک بھی نظر نہیں آ رہی تھی، اتنے میں ان کے قبیلے بنو تیم والے آ گئے اور مشرکوں سے بچا کر کے ان کو اس حال میں گھر لے گئے کہ حضرت ابوبکرؓ خون سے لت پت تھے، سب کو یقین ہو گیا کہ اب یہ مر جائیں گے اور ان کا بچنا ناممکن ہے، ان کی یہ حالت و درگت دیکھ کر ہی ان کے قبیلے والے نے کہا کہ اگر ابوبکر کو کچھ ہوا تو ہم عتبہ کو نہیں چھوڑیں گے، خیر سب لوگ اٹھا کر ان کو ان کے گھر لائے اور سب لوگ ان کے آس پاس اس وقت تک بیٹھے رہے جب تک کہ ان کو ہوش نہ آ گیا، مگر ہوش میں آتے ہی فوراً زبان سے گویا ہوئے کہ "مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ یہ سنتے ہی ان کے قبیلے والے ناراض ہو کر وہاں سے چلتے بنے اور ان کی والدہ سے کہا کہ آپ اسے کچھ کھلائیں اور پلائیں تاکہ اس کے ہوش ٹھکانے آ جائے، قربان جائیے سیدنا ابوبکرؓ کی محبتِ رسول پر کہ ادھر ماں بار بار کچھ کھانے پینے کے لئے اصرار کر رہی ہے اور ادھر سیدنا ابوبکرؓ یہی جملہ "مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" بار بار دہرا رہے ہیں کہ نہیں پہلے مجھے میرے محبوب کے بارے میں کچھ بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟ بالآخر ماں نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے تمہارے ساتھی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کس حالت میں ہیں اور کہاں پر ہیں! یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ ام جمیلؓ بنت خطاب یعنی عمرؓ کی بہن کے پاس جائیے اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھئے کہ وہ کس حال میں ہیں، یہ سن کر ابوبکرؓ کی والدہ ام جمیلؓ بنت خطاب کے پاس جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ "إِنَّ أَبَا بَکْرٍ یَسْأَلُکَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ" ابوبکر محمد بن عبداللہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟ تو ام جمیلؓ بنت خطاب نے فوراً جواب دیا کہ "مَا

أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ" میں ابوبکرؓ اور محمد بن عبداللہ کو نہیں جانتی ہوں، جب ایسا حضرت عمرؓ کی بہن نے کہا تو سیدنا ابوبکرؓ کی والدہ نے کہا کہ آپ خود ہی میرے بیٹے کے پاس چلیں اور ان کو تسلی دیں اور ان کو بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں، جب ام جمیلؓ سیدنا ابوبکرؓ کے پاس پہنچی تو بے ساختہ بول اٹھیں کہ اللہ ایسے لوگوں کو ہلاک و برباد کرے جنہوں نے آپ کو اس طرح سے مارا اور پیٹا ہے اور یقیناً یہ لوگ بڑے ہی فاسق وفاجر ہیں، سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ سیدہ ام جمیلؓ نے آنکھوں کے اشارے سے کہا کہ "هَـٰذِهِ أُمُّكَ تَسْمَعُ" یہاں آپ کی والدہ ہیں اور ہماری باتیں سن رہی ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا "فَلَا شَيْءَ عَلَيْكِ فِيهَا" کہ کوئی بات نہیں ہے، ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے، بس آپ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جلدی بتائیے، سیدہ ام جمیلؓ نے کہا کہ "سَالِمٌ صَالِحٌ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل صحیح سالم ہیں، پھر پوچھا کہ "فَأَيْنَ هُوَ" وہ ابھی اس وقت کہاں پر ہیں؟ سیدہ ام جمیلؓ نے جواب دیا کہ "فِي دَارِ أَبِي الْأَرْقَمِ" ابھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں موجود ہیں، اب سیدنا ابوبکرؓ نے کیا کہا ذرا غور کیجئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جذبہ دیکھئے، انہوں نے کہا کہ "فَإِنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ أَنْ لَا أَذُوقَ طَعَامًا أَوْ شَرَابًا أَوْ آتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ کے لئے مجھ پر عہد ہے یعنی کہ اللہ کی قسم! جب تک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں گا تب تک نہ تو میں ایک نوالہ کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی ایک گھونٹ پانی پیوں گا۔ اللہ اکبر کبیرا۔ بالآخر رات کی تاریکی میں ان کی والدہ ام الخیرؓ اور ام جمیلؓ نے سہارا دے کر ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ (البدایہ والنہایہ: 3/ 30، الرحیق المختوم: ص 173)

سیدنا ابوبکرؓ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عالم یہ ہے کہ درد وتکلیف میں ہیں، چہرہ سوجا ہوا ہے چلنے کی سکت نہیں ہیں مگر یہ کہہ رہے ہیں کہ جب تک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں تب تک مجھے چین وسکون اور قرار نہیں ملے گا، علامہ اقبال نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

میزبانِ رسول سیدنا ابوایوب انصاریؓ کی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جذبہ دیکھئے، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد میرے پاس بچا ہوا کھانا بھیج دیتے، لیکن "وَإِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْمًا بِفَضْلَةٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا لِأَنَّ فِيهَا ثُومًا" ایک دن پورا کا پورا کھانا میرے پاس بھیج دیا کیونکہ اس میں لہسن تھا، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "أَحَرَامٌ هُوَ" کیا لہسن کھانا حرام ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ" نہیں! نہیں! یہ لہسن حرام نہیں ہے مگر میں اس لہسن کو اس کی بدبو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں، جب ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مجھے یہ لہسن پسند نہیں ہے تو ابوایوب انصاریؓ نے کہا کہ "فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ" جو چیز آپ کو ناپسند ہے اب سے مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے۔ (مسلم: 2053) سبحان اللہ۔ اور ایک دوسری روایت کے اندر ہے، سیدنا ابوایوب انصاریؓ خود بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان کے نچلے حصے میں ٹھہرے اور وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اوپری منزل پر رہنے لگے، مگر ایک دن جوان کے دل میں خیال آیا اس سے تو وہ اپنی بیوی وبچوں کے ساتھ رات بھر بےچین وبے قرار ہو کر جاگتے رہے اور کہنے لگے کہ "نَمْشِي فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِي جَانِبٍ" ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چلا کرتے ہیں (یہ تو بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے، اس لئے) وہ لوگ ہٹ کر گھر کے ایک کونے میں رات گذاری، پھر جب صبح ہوئی تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اوپری منزل پر چلے جائیں، آپ نے کہا کہ "السُّفْلُ أَرْفَقُ" نیچے کی منزل ہی آرام دہ ہے، یہ سن کر سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے بلا ساختہ کہا کہ "لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا" نہیں! میں اس چھت پر زندگی نہیں گذار سکتا جس کے نیچے آپ ہوں، جب ایسا سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپری منزل پر شفٹ ہو گئے، اب قیام کے دوران کیا ہوتا ہے ذرا اس کو غور سے پڑھئے اور اپنے ایمان کا جائزہ لیجئے، "فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ" یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کر کے بھیجتے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد کچھ ان کو بچا کر بھیجتے تو یہ کھانا لانے والے سے پوچھتے کہ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کھانے کی کس جگہ پر لگی ہیں؟ پھر جب کھانا لانے والے ان کو بتاتے کہ یہاں اور یہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوالہ اٹھایا ہے تو "فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ" ابوایوب انصاریؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگلیوں کے نشانات کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کے اسی جگہ سے ہی کھاتے۔ سبحان اللہ۔ (مسلم: 2053) اسے کہتے ہیں محبتِ رسول اور ایک ہم اور آپ ہیں اپنے نبی سے محبت کا دم تو بھرتے ہیں مگر جب نبی کے حکم اور نبی کی پسند وناپسند کی بات آجاتی ہے تو ہم الٹے پاؤں پھر جاتے ہیں، اور طرح طرح کے حیلوں وبہانوں سے اس سے کتراتے اور جی چرانے لگ جاتے ہیں، ذرا اپنے ایمان کو ٹٹولئے اور خود اپنے آپ سے یہ سوال کیجئے کہ کیا ہم حقیقی معنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرتے ہیں؟ محبت سیکھنی ہے تو سیدنا ابوایوب انصاریؓ سے سیکھئے کہ جو نبی کو پسند تھا وہ ہمیں بھی پسند ہو اور جو نبی کو ناپسند تھا وہ ہمیں بھی ناپسند ہو۔ ☆☆

فضائلِ شعبان: ایک مختصر تحقیقی مطالعہ

ابوعدنان سعید الرحمٰن نور العین سنابلی

ماہِ شعبان اسلامی سال کا ایک نہایت بابرکت اور اہم مہینہ ہے جو رمضان المبارک کی آمد سے قبل اہلِ ایمان کو روحانی طور پر بیدار اور عبادت کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس مہینے میں کثرت سے نفلی روزے رکھتے تھے، کیونکہ اسی مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

شعبان رمضان کی عملی تیاری کا مہینہ ہے، جس میں روزے، ذکر و استغفار اور نوافل انسان کو صبر، اخلاص اور ضبطِ نفس کی تربیت دیتے ہیں، تا کہ وہ رمضان کی عظیم عبادات کو یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ ادا کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مہینہ غفلت سے بیداری اور سستی سے آمادگی کی طرف لے جانے والا مہینہ ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ ماہِ شعبان میں نفلی روزوں کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کی یہ سنت احادیثِ صحیحہ میں نہایت واضح انداز میں محفوظ ہے۔ ام المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ”مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ“ یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو مہینے مسلسل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ آپ شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا لیا کرتے تھے۔ (سنن ابوداود/ 2336، سنن نسائی/ 2175، سنن ابن ماجہ/ 1648، مسند احمد/ 26022)

اسی روایت کو سننِ ابوداؤد ہی میں دوسرے الفاظ کے ساتھ یوں روایت کیا گیا ہے: ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا إِلَّا شَعْبَانَ، يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ“ یعنی نبی کریم ﷺ سال بھر میں کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے تھے، سوائے شعبان کے، اور آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد/ 2336، شیخ البانیؒ نے صحیح ابوداؤد/ 2048 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس حدیث سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہِ شعبان میں نفلی روزوں کی کثرت فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ بسا اوقات ماہ شعبان کے اکثر یا تقریباً پورے دنوں میں روزہ رکھتے اور اسے ماہ رمضان المبارک سے ملا دیتے تھے۔ یہ طرزِ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ماہِ شعبان رمضان المبارک کی عملی تیاری، ضبطِ نفس اور عبادت کی مشق کا مہینہ ہے، جس میں کثرتِ روزہ نبی کریم ﷺ کی مسنون اور محبوب عادت تھی۔

البتہ اس باب میں ایک دوسری حدیث بھی وارد ہوئی ہے، جس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ ماہِ شعبان کے تمام دنوں میں نہیں بلکہ اس کے کچھ ہی ایام میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا، توانہوں نے فرمایا: آپ ﷺ مسلسل روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ ﷺ روزے ترک نہیں کریں گے اور آپ ﷺ روزے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ ہم کہتے آپ ﷺ روزے نہیں رکھیں گے، اور میں نے آپ ﷺ کو کسی اور مہینے میں شعبان کے روزوں کی نسبت زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا، آپ ﷺ (گویا) پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے، محض چند دن چھوڑ کر آپ ﷺ پورا شعبان روزے رکھتے تھے۔ (صحیح بخاری/ 1969، صحیح مسلم/ 1156)

اس حدیث سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت، جس میں پورے شعبان کے روزوں کا ذکر ہے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت، جس میں ”إلا قليلا“ (چند دنوں کے سوا) کا بیان ہے، دونوں کے درمیان تعارض پایا جاتا ہے۔

ان دونوں احادیث کے درمیان تطبیق کے سلسلے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم یہ اختلاف حقیقت میں تعارض نہیں بلکہ فہم اور تعبیر کا فرق ہے۔ علماء نے اس ظاہری تعارض کو دور کرنے کے لیے دو واضح اور معتبر تطبیقات بیان کی ہیں:

پہلی تطبیق: بعض اہلِ علم کا موقف یہ ہے کہ یہ معاملہ اوقات کے اختلاف پر محمول ہے۔ یعنی بعض سالوں میں نبی اکرم ﷺ نے ماہِ شعبان کے تمام دنوں میں روزہ رکھا، اور بعض سالوں میں آپ ﷺ نے شعبان کے زیادہ تر دنوں میں روزہ رکھا اور چند دن افطار فرمایا۔ اس طرح ہر روایت ایک الگ زمانے کے عمل کو بیان کرتی ہے، اور دونوں اپنے اپنے مقام پر درست ہیں۔ یہی موقف شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا ہے، جیسا کہ ان کے فتاویٰ (15/ 416) میں مذکور ہے۔

دوسری تطبیق: دیگر علماء کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے علاوہ کبھی کسی مہینے کے پورے دنوں میں روزہ نہیں رکھا۔ لہٰذا اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ”پورے شعبان“ سے مراد حقیقتاً مکمل مہینہ نہیں، بلکہ شعبان کے اکثر دن ہیں۔ عربی زبان کے اسلوب میں یہ طرزِ بیان معروف ہے کہ جب کوئی شخص

مہینے کے زیادہ تر دنوں میں روزہ رکھے تو کہا جاتا ہے: ''اس نے پورا مہینہ روزہ رکھا''، حالاں کہ چند دن افطار بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس تعبیر کی صراحت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں موجود ہے، جہاں خود وضاحت کر دی گئی ہے: ''إلا قليلاً''، یعنی چند دنوں کے سوا۔

لیکن درحقیقت یہ تعارض حقیقی نہیں بلکہ محض ظاہری ہے، اور اہلِ علم کی ان تطبیقات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہِ شعبان میں نفلی روزوں کی غیر معمولی کثرت فرمایا کرتے تھے، اور یہی دونوں احادیث کا متفقہ اور ہم آہنگ مفہوم ہے۔

نصف شعبان کے بعد نفلی روزے کا حکم

نصفِ شعبان کے بعد نفلی روزے رکھنے کے مسئلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، اور اس اختلاف کی بنیاد وہ احادیث ہیں جن میں بظاہر ممانعت بھی وارد ہوئی ہے اور بعض صورتوں میں اجازت بھی ملتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا''، یعنی جب ماہِ شعبان آدھا ہو جائے تو (نفلی) روزے نہ رکھو۔ (سنن ابوداود/ 3237، سنن ترمذی/ 735، سنن ابن ماجہ/ 1651، شیخ البانیؒ نے صحیح ترمذی/ 590 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ جو شخص ماہِ شعبان میں نفلی روزے رکھنا چاہے، اسے نصفِ اوّل میں روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے، اور پندرہویں تاریخ کے بعد نفلی روزے شروع کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صراحت کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔

البتہ بعض دوسری صحیح روایات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ کچھ مخصوص افراد کے لیے اس ممانعت سے استثنا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ، إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ''، یعنی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو، مگر وہ شخص جو پہلے سے کسی خاص روزے کا عادی ہو، وہ اپنا روزہ رکھ سکتا ہے۔ (صحیح بخاری/ 1914، صحیح مسلم/ 1082)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص پہلے سے کسی مخصوص روزے کا عادی ہو، مثلاً پیر و جمعرات کے روزے یا ایامِ بیض، تو اس کے لیے نصف شعبان کے بعد بھی روزہ رکھنا جائز ہے، کیونکہ یہ روزہ نئی ابتدا نہیں بلکہ سابقہ معمول کا تسلسل ہوگا۔

اس مسئلے میں جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ نصفِ شعبان کے بعد روزے سے متعلق ممانعت والی حدیث ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''جمہور علماء نے کہا ہے کہ شعبان کے نصف کے بعد نفلی روزہ رکھنا جائز ہے، اور اس بارے میں وارد حدیث کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے، اور امام احمد اور ابنِ معین رحمہما اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے''۔ (فتح الباری 4/ 152)

اسی طرح امام بیہقی اور امام طحاوی رحمہما اللہ نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابنِ قدامہ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا: ''یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔ اور ہم نے اس کے بارے میں عبدالرحمن بن مہدی سے پوچھا تو انہوں نے اسے صحیح قرار نہیں دیا، نہ ہی مجھ سے اسے بیان کیا، بلکہ وہ اس سے احتراز کرتے تھے۔ امام احمد کہتے ہیں: اور علاء (بن عبدالرحمن) ثقہ ہیں، ان کی حدیث میں سوائے اسی روایت کے کسی بات پر نکیر نہیں کی گئی''۔ (المغنی 3/ 5) اس کے برعکس شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد، امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور فرمایا: ''یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور علاء کا اس حدیث میں منفرد ہونا حدیث کے لیے موجبِ ضعف نہیں، کیونکہ علاء ثقہ راوی ہیں۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے ان کے والد کے واسطے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متعدد احادیث روایت کی ہیں۔ اور بہت سی سنن ایسی ہیں جن میں ثقہ راوی نبی ﷺ سے منفرد روایت لائے ہیں، جنہیں امت نے قبول کیا اور ان پر عمل کیا۔

آپ مزید کہتے ہیں: اور جہاں تک اس گمان کا تعلق ہے کہ یہ حدیث شعبان کے روزوں پر دلالت کرنے والی دیگر احادیث کے معارض ہے، تو درحقیقت ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ وہ احادیث شعبان کے پہلے نصف کے ساتھ دوسرے نصف کے روزے رکھنے پر، اور دوسرے نصف میں معمول کے مطابق روزہ رکھنے پر دلالت کرتی ہیں، جبکہ علاء کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نصفِ شعبان کے بعد قصداً روزہ رکھا جائے تو وہ ممنوع ہے، نہ بطور عادت، اور نہ اسے پہلے دنوں کے روزوں کے ساتھ ملا کر۔ (عون المعبود شرح سنن ابوداود للعلامۃ شمس الحق العظیم آبادی 6/ 330)

اس سلسلے میں راجح موقف یہی ہے کہ نصفِ شعبان کے بعد نئے سرے سے نفلی روزے شروع کرنا درست نہیں، اور اس ممانعت سے وہی لوگ مستثنیٰ ہیں جو پہلے سے روزوں کے عادی ہوں یا جن کے ذمے کوئی فرض روزہ (قضا یا نذر) باقی ہو۔

اس تطبیق کی صورت میں اس باب کی جملہ روایتوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پندرھویں شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے ممانعت کی علت

ممانعت کی علت: پندرہویں شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے ممانعت کی اصل حکمت یہ ہے کہ اگر آدمی مسلسل نفلی روزوں میں مشغول رہے تو طبعی طور پر جسم میں

کمزوری اور سستی پیدا ہو سکتی ہے، اور اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ جب رمضان کے فرض روزے شروع ہوں تو وہ انہیں پوری تازگی، نشاط اور قلبی انہماک کے ساتھ ادا نہ کر سکے۔ شریعتِ اسلامیہ چونکہ فرض عبادات کو نوافل پر مقدم رکھتی ہے، اس لیے اس نے ایسے تمام اسباب سے بچنے کی رہنمائی فرمائی جو فرض کی ادائیگی میں خلل یا کمی کا سبب بنیں۔

ماہ شعبان میں یوم شک کا روزہ حرام ہے :

اسلام نے روزے کے آغاز کو رؤیتِ ہلال سے وابستہ کیا ہے اور شک و گمان کی بنیاد پر عبادت کا آغاز کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی بنا پر ماہِ شعبان کے تیسویں دن، جب رمضان ہونے میں شبہ ہو، روزہ رکھنا شریعت میں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی صراحت کے ساتھ ممانعت فرمائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا تَقَدَّمُوا رمضانَ بِصَومِ یومٍ ولا یومینِ، إلَّا رجلٌ کان یصومُ صَومًا فلْیَصُمْه ''یعنی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو، البتہ جو شخص پہلے سے کسی مخصوص دن کا روزہ رکھنے کا عادی ہو وہ اپنا معمولی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (صحیح بخاری/ 1914، صحیح مسلم/ 1082)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے استقبال میں بطورِ احتیاط روزہ رکھنا شریعت کے منشا کے خلاف ہے۔

شعبان کو غفلت کا مہینہ قرار دینا

ماہِ شعبان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نہایت گہری حکمت اور عظیم تربیتی پہلو رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس مہینے کو ایسا وقت قرار دیا ہے جس میں اکثر لوگ غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذٰلِکَ شَهْرٌ یَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، بَیْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِیهِ الاَعْمَالُ إِلَی رَبِّ الْعَالَمِینَ، فَاُحِبُّ اَنْ یُرْفَعَ عَمَلِی وَاَنَا صَائِمٌ ''یعنی یہ ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہو جاتے ہیں، کیونکہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہے، اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں اعمال ربُّ العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، اس لیے مجھے پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (سنن نسائی/ 2357، مسند احمد/ 21753، شیخ البانی نے صحیح نسائی میں اسے حسن قرار دیا ہے۔)

یہ وہ مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہے۔ رجب چونکہ حرمت والا مہینہ ہے، اس لیے لوگ اس کی فضیلتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں، اور رمضان چونکہ عبادتوں، روزوں اور روحانی فیوض و برکات کا مرکز ہے، اس لیے اس کے استقبال اور تیاری میں ذہن اور دل مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں عظیم مہینوں کے درمیان آنے والا شعبان اکثر لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہ جاتا ہے، حالاں کہ اسی مہینے میں بندوں کے اعمال ربُّ العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

یہ بات بھی خوب سمجھ لینے کی ہے کہ شعبان کو ''غفلت کا مہینہ'' کہنا اس کی تنقیص نہیں، بلکہ امت کے عمومی رویّے کی نشاندہی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کا اس مہینے میں بکثرت روزے رکھنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ غفلت کے اوقات میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاص محبوب ہوتا ہے۔ اسی لیے سلف صالحین بھی ایسے اوقات کو عبادت کے لیے غنیمت جانتے تھے جن میں عام لوگ غافل ہوں۔

ماہِ شعبان میں اعمال کے بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونے کا تصور:

ماہِ شعبان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں بندوں کے اعمال ربُّ العالمین کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ تصور محض ایک اعتقادی نکتہ نہیں بلکہ ایک زندہ اور مؤثر حقیقت ہے جو بندۂ مؤمن کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ دیتی ہے، اسے غفلت سے بیداری، بے پروائی سے احتساب اور سستی سے سنجیدگی کی طرف لے جاتی ہے۔

اعمال کے بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی پوری زندگی کا خلاصہ، اس کے اقوال و افعال، اس کی نیتیں اور اس کے باطنی رجحانات اللہ تعالیٰ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔

انسانی اعمال کا محاسبہ اور اللہ جل شانہ کے حضور پیشی :

انسانی اعمال کے اللہ کے حضور پیش ہونے کا تصور اسلامی عقیدہ و فکر کا ایک نہایت بنیادی اور بامقصد تصور ہے، جو انسان کے دل میں اللہ کی عظمت، اس کی بارگاہ میں جواب دہی کا احساس اور زندگی کی ہر گھڑی کو سنوارنے کی فکر پیدا کرتا ہے۔ یہ تصور انسان کو یہ یاد دلاتا ہے کہ اس کی زندگی کا کوئی لمحہ، کوئی قول اور کوئی عمل اللہ کی نگاہ سے اوجھل نہیں، بلکہ ہر چیز محفوظ کی جا رہی ہے اور ایک مقرر وقت پر ربِّ کائنات کے سامنے پیش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَوُضِعَ الْکِتَابُ فَتَرَی الْمُجْرِمِینَ مُشْفِقِینَ مِمَّا فِیهِ وَیَقُولُونَ یَا وَیْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْکِتَابِ لَا یُغَادِرُ صَغِیرَةً وَلَا کَبِیرَةً إِلَّا اَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا ''(سورۃ الکہف/ 49) یعنی اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ پس تو دیکھے گا گنہگار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہو رہے ہونگے اور کہہ رہے ہونگے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا گناہ بغیر گھیرے کے باقی ہی نہیں چھوڑا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم و ستم نہ کرے گا۔

اعمال کی پیشی کی نوعیتیں:

1۔ **یومیہ اعمال کی پیشی:** احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اعمال دن میں دو مرتبہ اللہ جل شانہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے: ''يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ .'' یعنی تم میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے باری باری آتے جاتے رہتے ہیں، اور وہ فجر اور عصر کی نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں۔ پھر جو فرشتے تمہارے پاس رات گزار کر گئے ہوتے ہیں وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ (حالانکہ وہ سب کچھ بہتر جانتا ہے) ان سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور نماز پڑھتے ہوئے ہی پایا۔ (صحیح بخاری/555، صحیح مسلم/632)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی یومیہ ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی ہیں، اور جو فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں وہ بندوں کے اعمال اور احوال کی خبر پیش کرتے ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پہلے ہی جانتا ہے۔

2۔ **ہفتہ وار اعمال کی پیشی:** اسی طرح احادیث میں انسانی اعمال کی ہفتہ وار پیشی کا بھی ذکر ملتا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر نبی کریم ﷺ ان دنوں روزے رکھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تُعْرَضُ الأَعْمَالُ عَلَى اللهِ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ'' یعنی اعمال پیر اور جمعرات کے دن اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، اس لیے مجھے پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (سنن ترمذی/747، سنن ابن ماجہ/1740، مسند احمد/8343، اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اعمال کی پیشی کے وقت عبادت، بالخصوص روزے کی حالت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاص اہمیت رکھتی ہے۔

3۔ **سالانہ اعمال کی پیشی:** اس باب میں وارد حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اعمال کی سالانہ پیشی ماہِ شعبان میں ہوتی ہے۔ اس حقیقت کی وضاحت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں موجود ہے جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شعبان وہ مہینہ ہے جس میں بندوں کے اعمال ربُّ العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، اور اسی لیے آپ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔

ان تمام نصوص سے یہ حقیقت بخوبی سامنے آتی ہے کہ بندۂ مؤمن کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی مکمل نگرانی میں ہے۔ چاہے وہ انسان کا دن ہو یا رات، اس کا ہر قول، ہر فعل، ہر نیت اور ہر فکر اللہ کے علم میں محفوظ ہے۔

یومیہ پیشی سے بندہ یہ سمجھتا ہے کہ ہر دن کے اعمال، چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے، اللہ کے حضور پہنچ رہے ہیں۔ ہفتہ وار پیشی اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ ہفتہ کے مخصوص دنوں میں اعمال کا ایک مجموعی جائزہ لیا جاتا ہے، اور اسی دوران اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش خاص اہمیت اختیار کر لیتی ہے۔ ماہانہ یا سالانہ پیشی، جیسے ماہِ شعبان میں، یہ سبق دیتی ہے کہ پورا سال اور اس میں کیے گئے اعمال بھی ایک دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اور بندے کی محنت، نیت اور اخلاص کا حساب لیا جائے گا۔

یہ تصور بندے کے دل و دماغ میں مسلسل بیداری، خوف اور امید پیدا کرتا ہے۔ خوف اس بات کا کہ کہیں اس کے اعمال اللہ کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائیں، اور امید اس یقین کی کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکیوں کو قبول فرمائے گا۔

احادیثِ صحیحہ اور اقوالِ اہلِ علم کے مجموعی مطالعے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ شعبان کا اصل مقصد محض کثرتِ عمل نہیں، بلکہ اخلاص، توازن اور حکمت کے ساتھ رمضان المبارک کی تیاری ہے۔ اسی بنا پر شریعت نے نصفِ شعبان کے بعد بلا عادت نفلی روزوں سے احتراز کی ہدایت دی، تاکہ بندہ رمضان کے فرض روزوں میں کمزوری اور سستی کا شکار نہ ہو، بلکہ تازگی، نشاط اور قلبی انہماک کے ساتھ عبادت ادا کر سکے۔

اسی طرح یومِ شک کے روزے کی حرمت، اور اعمال کی یومیہ، ہفتہ وار اور سالانہ پیشی کا تصور بندۂ مؤمن کے دل میں جواب دہی، محاسبہ اور اصلاحِ نفس کا شعور بیدار کرتا ہے۔ ماہِ شعبان خصوصاً اس اعتبار سے منفرد حیثیت رکھتا ہے کہ اس میں پورے سال کے اعمال ربُّ العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، اور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر روزے کی حالت کو محبوب قرار دے کر امت کو اخلاص اور قربِ الٰہی کا راستہ دکھایا۔

الغرض، ماہِ شعبان ایک ایسا قیمتی موقع ہے جو بندے کو غفلت سے بیداری، کوتاہی سے توبہ، اور سستی سے عزم و ہمت کی طرف لے جاتا ہے۔ سعادت مند وہی ہے جو اس مہینے کی قدر پہچانے، اس میں اپنے اعمال کا محاسبہ کرے، عبادت میں اخلاص پیدا کرے اور رمضان المبارک کے استقبال کے لیے خود کو روحانی طور پر تیار کرے۔ یہی شعور اور تیاری درحقیقت رمضان کی حقیقی برکتوں اور قبولیت کا دروازہ کھولنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

رمضان سے پہلے اور رمضان کے بعد (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات)

مولانا آصف تنویر تیمی

رمضان کی آمد سے پہلے نبی کریم ﷺ کے معمولات: نبی کریم ﷺ دنیا کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی وقعت کو خوب جانتے تھے، اور آخرت کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ عبادات میں کثرت فرماتے، نیک اعمال پر ہمیشگی اختیار کرتے، اور اپنے رب عزوجل کی اطاعت میں مسلسل مشغول رہتے۔

آپ ﷺ شعبان کے مہینے میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے، یہاں تک کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ گویا آپ ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھتے ہیں، سوائے چند دنوں کے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول: لا يفطر، ويفطر حتى نقول: لا يصوم، فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم استكمل صيام شهر الا رمضان، وما رأيته أكثر صياما منه في شعبان" "رسول صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے کہ آپ (شعبان کا کوئی) روزہ نہیں چھوڑیں گے، اور روزہ نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ گمان کرنے لگتے تھے کہ آپ کوئی روزہ نہیں رکھیں گے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے نہیں دیکھا، اور میں نے آپ ﷺ کو شعبان کے علاوہ کسی مہینے میں اتنے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا"۔ (صحیح بخاری) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ رمضان کی تیاری پہلے ہی سے فرماتے تھے، تاکہ اس عظیم مہینے میں عبادت، اطاعت اور قربِ الٰہی کے مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اس حدیث کی روشنی میں شعبان کے مہینہ میں مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نفلی روزے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

دنیا کی زندگی دراصل ایک عارضی ٹھکانہ ہے، اور حقیقی سعادت و کامیابی آخرت میں ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ دنیا کی زیب و زینت سے بے رغبت رہتے، اور اس کی فانی لذتوں پر دل نہ لگاتے تھے۔ کیونکہ دل کا دنیا میں زیادہ مشغول ہو جانا انسان کو اللہ کی یاد، عبادت اور اطاعت سے غافل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے"۔ (سورۃ الحدید) اور ایک اور مقام پر فرمایا: "اور آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی ہے"۔ (سورۃ الاعلیٰ) نبی کریم ﷺ بھی اسی حقیقت کو اپنے عمل سے واضح فرماتے تھے، تاکہ امت کو یہ سبق ملے کہ رمضان جیسے عظیم مہینے کی تیاری دل کی اصلاح، عبادت کی رغبت، اور دنیا سے بے نیازی کے ساتھ کی جائے۔

رمضان کی تیاری اور عبادت کی طرف رغبت: نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کی تیاری صرف ظاہری اعمال تک محدود نہیں رکھتے تھے، بلکہ دلوں کی اصلاح، نیت کی درستگی اور اعمال میں اخلاص کو خاص اہمیت دیتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے اصحابؓ کو بھی اس عظیم مہینے کے استقبال کے لیے پہلے ہی سے آمادہ فرماتے، تاکہ رمضان آتے ہی وہ عبادت، اطاعت اور نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "أتاكم رمضان، شهر مبارك، فرض الله عليكم صيامه، تفتح فيه أبواب السماء، وتغلق فيه أبواب الجحيم، وتغل فيه مردة الشياطين، لله فيه لية خير من ألف شهر، من حرم خيرها فقد حرم". (سنن نسائی، حدیث صحیح) "رمضان کی آمد ہوئی ہے، یہ مبارک مہنیہ ہے، اس کے روزے کو اللہ نے تمہارے اوپر فرض کیا ہے، اس میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس ماہ کی بھلائی سے محروم رہا وہ محروم (انسان) ہے"۔

آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جیسے جیسے رمضان قریب آتا، آپ عبادت میں اضافہ فرما دیتے؛ نوافل، ذکرِ الٰہی، تلاوتِ قرآن اور دعا میں کثرت فرماتے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا کہ دل نرم ہو جائیں، نفس عبادت کا خوگر بن جائے، اور رمضان کے قیمتی لمحات غفلت میں ضائع نہ ہوں۔

نبی ﷺ اپنے صحابہؓ کو اس بات کی تلقین فرماتے تھے کہ وہ دنیاوی مشاغل کو حتی المقدور کم کر دیں، کیونکہ دل کا دنیا میں زیادہ الجھ جانا انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے دور کر دیتا ہے۔ بندہ جب اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے خیر کے دروازے کھول دیتا ہے، اور عبادت میں لذت عطا فرماتا ہے۔

اسی بنا پر سلف صالحین بھی رمضان سے پہلے ہی اپنی زندگی کے معمولات کو ترتیب دے لیا کرتے تھے، تاکہ رمضان کے دوران زیادہ سے زیادہ وقت عبادت، قرآن، دعا اور نیکی کے کاموں میں صرف ہو سکے۔ وہ اس مہینے کو غنیمت سمجھتے، کیونکہ یہ سراپا رحمت و برکت کا مہینہ ہے۔

رمضان کی تیاری دراصل اس بات کا اعلان ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے، اس کے احکام بجا لانے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے آمادہ ہے۔ جس

نے رمضان سے پہلے اپنی اصلاح کر لی، اس کے لیے رمضان خیر و برکت کا خزانہ بن جاتا ہے، اور جس نے غفلت اختیار کی، وہ اس عظیم موقع سے پورا فائدہ نہیں اٹھا پاتا۔

رمضان کے استقبال میں دل کی تیاری: رمضان المبارک کا درست استقبال یہ ہے کہ بندہ سب سے پہلے اپنے دل کی اصلاح کرے، کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار دل کی کیفیت اور نیت کی پاکیزگی پر ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”**ان الله لا ينظر الى صوركم وأموالكم، ولكن ينظر الى قلوبكم وأعمالكم**“ ”یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے“۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۶۴)

اسی لیے نبی ﷺ رمضان سے پہلے اپنے دل کو ہر طرح کے کینے، حسد، بغض اور دنیا کی غیر ضروری محبت سے پاک رکھتے تھے، اور اپنے رب کی طرف مکمل توجہ کے ساتھ رجوع فرماتے تھے۔ کیونکہ جب دل درست ہو جاتا ہے تو اعمال خود بخود سنور جاتے ہیں، اور عبادت میں خشوع و خضوع پیدا ہو جاتا ہے۔ رمضان دراصل محض بھوکا رہنے اور پیاس سہنے کا نام نہیں، بلکہ یہ نفس کی تربیت، خواہشات پر قابو پانے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مضبوط ہونے کا مہینہ ہے۔ جو شخص رمضان سے پہلے اپنے نفس کو قابو میں لے آئے، اس کے لیے رمضان کا روزہ آسان اور بابرکت ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ صحابہؓ کو یہ بات سمجھاتے تھے کہ رمضان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے، جو سال میں صرف ایک مرتبہ آتی ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس نعمت کی قدر کرے، اور بدقسمت ہے وہ جو اسے غفلت میں ضائع کر دے۔

نیت کی درستگی اور اعمال کا معیار: نبی کریم ﷺ اس بات پر خاص زور دیا کرتے تھے کہ رمضان کے اعمال محض عادت کے طور پر نہ ہوں، بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔ کیونکہ عمل خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اگر اس میں اخلاص نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں قابلِ قبول نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں جاگنے کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۶۹۰، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے) اس لیے اصل کامیابی اس میں ہے کہ روزہ انسان کے اخلاق کو بہتر بنائے، زبان کو گناہوں سے روکے، اور دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ کر دے۔

نبی ﷺ رمضان سے پہلے اپنے وقت کی ترتیب بنا لیا کرتے تھے، تاکہ اس مہینے میں کسی قسم کی غفلت یا سستی حائل نہ ہو۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزرتا تھا، لیکن رمضان میں یہ کیفیت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے صحابہؓ اور تابعینؒ بھی رمضان سے پہلے اپنے دنیاوی معاملات کو نمٹا لیتے تھے، اور دل و جان سے اس مہینے کے استقبال کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ رمضان کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو، کیونکہ یہ مہینہ زندگی کے قیمتی ترین لمحات میں سے ہے۔

قرآنِ کریم سے تعلق کی تجدید: رمضان المبارک دراصل قرآنِ کریم کا مہینہ ہے۔ اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ لوگوں کے لیے ہدایت، حق و باطل میں فرق کرنے والا اور روشنی کا سرچشمہ بنے۔ نبی کریم ﷺ رمضان میں قرآن کے ساتھ خصوصی تعلق قائم فرماتے، اس کی تلاوت میں اضافہ کرتے اور اس پر غور و فکر کو اپنی عبادت کا حصہ بناتے تھے۔

حضرت جبرئیلؑ ہر سال رمضان میں نبی ﷺ کے پاس آتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے، اور آخری سال میں یہ دور دو مرتبہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں قرآن کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا نبی ﷺ کی سنتِ مؤکدہ ہے۔

نبی ﷺ اپنے صحابہؓ کو بھی اس طرف متوجہ فرماتے تھے کہ رمضان میں قرآن کو صرف تلاوت تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ اس کے معانی کو سمجھا جائے اور اس کی ہدایات کو عملی زندگی میں نافذ کیا جائے۔ کیونکہ قرآن محض پڑھنے کی کتاب نہیں، بلکہ عمل کی کتاب ہے۔ سلف صالحین رمضان میں قرآن کو اپنی زندگی کا محور بنا لیتے تھے۔ بعض حضرات عام دنوں میں بہت سی مصروفیات رکھتے لیکن رمضان آتے ہی وہ سب ترک کر دیتے اور زیادہ وقت قرآن کی تلاوت اور تدبر میں صرف کرتے تھے، تاکہ دلوں پر قرآن کا اثر گہرا ہو جائے۔

دعا، استغفار اور اللہ سے تعلق: نبی کریم ﷺ رمضان میں دعا اور استغفار کا خاص اہتمام فرماتے تھے، کیونکہ یہ مہینہ قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے۔ آپ ﷺ اپنے رب کے حضور عاجزی کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے، امت کے لیے مغفرت، رحمت اور ہدایت کی دعائیں فرماتے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی کمزوریوں اور خطاؤں کی معافی طلب کرتے تھے۔

نبی ﷺ کا یہ معمول تھا کہ افطار کے وقت خصوصی دعا فرمایا کرتے تھے، کیونکہ اس وقت دعا رد نہیں کی جاتی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے فقر اور محتاجی کا اظہار کرتے، اور یہی عاجزی بندے کو اللہ کے قریب کر دیتی ہے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہؓ کو بھی کثرتِ دعا اور استغفار کی تلقین فرماتے، اور بتاتے تھے کہ جو شخص سچے دل سے اللہ کی طرف رجوع کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، خواہ وہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ رمضان دراصل بندے اور اس کے رب کے درمیان تعلق کی تجدید کا موقع ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اللہ سے اپنا رشتہ مضبوط کر لے، اس کے لیے پورا سال اللہ کی اطاعت میں گزارنا آسان ہو جاتا ہے، اور اس کی زندگی میں سکون اور برکت نازل ہوتی ہے۔

اخلاق کی اصلاح اور نفس کی تربیت: نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کو اخلاق کی اصلاح اور نفس کی تربیت کا مہینہ قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ روزہ محض کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں، بلکہ آنکھ، کان، زبان اور دل — سب کو گناہوں سے بچانے کا نام ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ اس مہینے میں حلم، بردباری، صبر اور حسنِ اخلاق کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ صحابہؓ کو تلقین کرتے کہ اگر روزے کی حالت میں کوئی شخص جھگڑا کرے یا گالی دے تو جواب میں صرف یہ کہا جائے: ''میں روزے سے ہوں''۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۹۴) اس کا مقصد یہ تھا کہ نفس کو غصے اور انتقام سے روکا جائے، اور دل کو تقویٰ کی راہ پر مضبوط کیا جائے۔

رمضان میں زبان کی حفاظت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی کے ذریعے سرزد ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ فرماتے تھے: ''**من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في أن يدع طعامه وشرابه**'' کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۹۰۳) اس لیے رمضان بندے کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ اپنے اخلاق کو سنوارے، لوگوں کے ساتھ نرمی اور خیر خواہی سے پیش آئے، اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا عادی بنائے۔ جو شخص اس مہینے میں اپنے اخلاق درست کر لیتا ہے، وہ دراصل پوری زندگی کی اصلاح کی بنیاد رکھ لیتا ہے۔

لوگوں کے حقوق اور معاشرتی ذمہ داریاں: نبی کریم ﷺ رمضان المبارک میں بندوں کے حقوق ادا کرنے پر بھی خاص زور دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ تعلیم دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی دین کا لازمی حصہ ہے، اور محض عبادت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک لوگوں کے ساتھ انصاف اور حسنِ سلوک نہ ہو۔ آپ ﷺ غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی خبر گیری فرماتے، اور صحابہؓ کو صدقہ و خیرات کی ترغیب دیتے۔ رمضان میں آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی ہو جاتے تھے، حتیٰ کہ آپ کی سخاوت تیز چلنے والی ہوا سے بھی بڑھ جاتی تھی۔

نبی ﷺ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے، اسے بھی روزہ دار کے برابر اجر ملتا ہے، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر:۸۰۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں دوسروں کو راحت پہنچانا اور ان کی ضرورت پوری کرنا کتنی بڑی نیکی ہے۔ رمضان بندے کے دل میں ایثار، ہمدردی اور بھائی چارے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے۔

رمضان مغفرت اور نجات کا سنہرا موقع: رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے مغفرت اور جہنم سے نجات کا عظیم موقع ہے۔ نبی کریم ﷺ خوش خبری دیتے تھے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۳۲۷۷) اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بندے کے لیے نیکی کے راستے آسان ہو جائیں اور گناہ کے اسباب کم کر دیے جائیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۳۸) اور جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کیا، اس کے بھی سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۳۷) نبی ﷺ اس بات پر سخت تنبیہ فرماتے تھے کہ بدقسمت ہے وہ شخص جس نے رمضان پایا، پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو سکی۔ کیونکہ رمضان جیسا عظیم مہینہ بار بار نصیب نہیں ہوتا، اور جو شخص اس موقع سے فائدہ نہ اٹھائے، وہ اپنی ہی محرومی کا سبب بنتا ہے۔ رمضان دراصل بندے کو ایک نئی زندگی عطا کرنے آتا ہے؛ ایسی زندگی جو گناہوں سے پاک، اللہ کی اطاعت سے بھرپور اور تقویٰ پر قائم ہو۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس مہینے کو اپنی زندگی کی اصلاح کا ذریعہ بنا لے۔

رمضان کے بعد کی زندگی اور اعمال کی حفاظت: نبی کریم ﷺ صحابہؓ کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ رمضان کے اعمال صرف اسی مہینے تک محدود نہ رہیں، بلکہ رمضان کے بعد بھی ان کی جھلک انسان کی زندگی میں نظر آنی چاہیے۔ کیونکہ اصل کامیابی یہ نہیں کہ بندہ رمضان میں نیک بن جائے، بلکہ اصل کامیابی یہ ہے کہ رمضان کے بعد بھی نیکی پر قائم رہے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ اعمال زیادہ محبوب ہیں جو پابندی کے ساتھ کیے جائیں، چاہے وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لیے رمضان کے بعد بھی نماز کی پابندی، قرآن سے تعلق، ذکر و دعا اور حسنِ اخلاق کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے رکھنا چاہیے۔

سلف صالحین رمضان کے بعد بھی اس کے اثرات کو باقی رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ چھ شوال کے روزے رکھتے، نوافل کا اہتمام جاری رکھتے، اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں ان کے اعمال قبول نہ ہوئے ہوں۔ اسی خوف اور امید کے درمیان وہ اپنی زندگی گزارتے تھے۔

رمضان بندے کے لیے ایک تربیتی مدرسہ ہے۔ اگر بندہ اس مدرسے سے صحیح سبق حاصل کر لے، تو اس کی پوری زندگی سنور جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان کو صحیح معنوں میں پانے، اس کی قدر کرنے، اور اس کے اثرات کو ساری زندگی باقی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

الشیخ/عبدالولی عبدالقوی

صیام رمضان کے فضائل واحکام

الحمد لله و الصلاة والسلام علی رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله و بعد:

(۱) **صیام کا لغوی معنی**: ''صیام'' عربی زبان کا لفظ ہے جسے اردو میں ''روزہ'' کہا جاتا ہے، لغت میں ''صیام'' کے معنی رکنے اور بچنے کے ہیں، اسی لئے بات سے رک جانے والے یعنی خاموش اور چپ رہنے والے کو ''صائم'' کہا گیا ہے، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْماً فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيّاً﴾(مریم:۲۶)میں نے رحمٰن کے لئے رکے رہنے کی نذر مانی ہے، میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔(المطلع علی أبواب الفقہ للبعلی ۱۴۵،مختار الصحاح للرازی ۳۷۵،المصباح المنیر للفیومی ۲/۳۵۲)

علامہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''کھانے، پینے اور جماع سے رک جانے کو ''صیام'' کہا جاتا ہے،اسی بنا پر گھوڑے جب کھڑے رہیں، چارہ نہ کھائیں اور کام نہ کریں، تو انھیں ''خیل صیام'' کہا جاتا ہے اور اسی طرح سورج جب ٹھیک دوپہر میں سر پر کھڑا ہوتو کہا جاتا ہے''صام النہار'' گویا وہ چلنے سے رکا ہوا ہوتا ہے۔'' (غریب الحدیث ۱/۲۱۷)

لغت عرب کی معروف کتاب ''لسان العرب'' میں ہے:''صوم'' کا لغوی معنی کسی چیز سے رکنے اور اسے چھوڑ دینے کے ہیں، اسی بنا پر روزہ دار کو ''صائم'' کہا جاتا ہے کہ وہ کھانے، پینے اور جماع سے رک جاتا ہے، خاموش شخص کو بھی ''صائم'' اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ وہ گفتگو سے رک جاتا ہے اور جب گھوڑا کھڑا رہے اور چارہ نہ کھائے تو اسے بھی کھانے سے باز آجانے کی وجہ سے ''صائم'' کہا جاتا ہے۔'' (لسان العرب ۱۲/۳۵۰)

(۲) **''صیام'' کا شرعی معنی**: امام جرجانی رحمہ اللہ ''صیام'' (روزہ) کی تعریف میں فرماتے ہیں:''صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے، پینے اور بیوی سے ہمبستری سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔'' (التعریفات للجرجانی ۱۷۸)

امام راغب الاصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''شرعا عبادات کے مکلّف شخص کا طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے، منی کے اخراج اور قے کرنے سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔'' (غریب القرآن للأصفہانی ۱/۲۹۱)

امام قرطبی رحمہ اللہ روزہ کی تعریف میں فرماتے ہیں:''عبادت الٰہی کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جملہ مفطرات سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔'' (الجامع لاحکام القرآن ۱/۱۸۲)

جملہ تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اللہ ﷻ کی عبادت و بندگی بجالانے کی خاطر صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور روزہ توڑ دینے والی دیگر تمام چیزوں سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔''

(۳) **ماہ رمضان کے روزوں کا حکم**: ماہ رمضان کے روزے ہر عاقل و بالغ، شرعی رکاوٹ سے خالی مسلمان پر کتاب وسنت اور اجماع امت سے فرض ہیں:

❁ **روزہ کی فرضیت کتاب اللہ سے** : ارشاد باری تعالی ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرۃ:۱۸۳)اے ایمان والو!تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ....﴾ (البقرۃ: ۱۸۵) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن کریم اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت اور حق وباطل کے تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''اس آیت کریمہ میں حتمی حکم ہے کہ ماہ رمضان کے داخل ہوجانے پر جو شخص اپنی بستی میں مقیم، بیماری سے محفوظ صحیح سالم ہو وہ قطعی طور پر روزہ رکھے''۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۲۹۲)

❁ روزہ کی فرضیت رسول اللہ ﷺ کی سنت سے:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جبرئیل میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الاسلام أن تشهد أن لا اله الا الله و أن محمدا رسول الله و تقيم الصلاة و تؤتی الزکاة و تصوم رمضان و تحج البيت ان استطعت اليه سبيلا'' اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر طاقت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرو۔ (بخاری ۵۰، مسلم ۸، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

❁ **روزہ کی فرضیت اجماع امت سے** : ''رمضان کے روزوں کی فرضیت پر امت محمدیہ کا اجماع ہے اور یہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے جس کا دین اسلام سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہے۔'' (فقہ السنۃ لسید سابق ۱/۳۲۱، المغنی ۴/۳۲۴)

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں ہر مسلک و جماعت کے مسلمانوں کا اجماع رہا ہے کہ ماہ رمضان کے روزے واجب اور ہر مکلّف مسلمان پر فرض ہیں، دور قدیم یا دور حاضر میں کسی نے بھی اس اجماع کی مخالفت نہیں کی ہے۔'' (بدایۃ المجتہد مع تخریجہ ۵/۱۲۶)

(۴) **ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کب ہوئی؟** ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت موجودہ کیفیت پر شعبان ۲ ہجری میں ہوئی، اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں نو سال روزے رکھے۔ (زاد المعاد ۲/ ۲۷)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کے روزے (اپنی پوری حیات مبارکہ میں) نو سال رکھے، کیوں کہ رمضان کے روزے شعبان سن ۲ ہجری میں فرض کئے گئے اور رسول اللہ ﷺ کا انتقال ماہ ربیع الاول سن ۱۱ ہجری میں ہوا۔'' (المجموع ۶/ ۲۴۸)

(۵) **ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے منکر کا حکم:** ''رمضان کے روزوں کی فرضیت پر امت محمدیہ کا اجماع ہے اور یہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے جس کا دین اسلام سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہے، جو شخص روزوں کی فرضیت کا انکار کرے وہ مرتد اور کافر ہے۔

دار الافتاء ریاض کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے: ''جس نے ماہ رمضان کے روزے فرضیت کا انکار کرتے ہوئے چھوڑ دئے تو وہ بالاجماع کافر ہے، لیکن جس نے سستی اور کاہلی کی بنا پر چھوڑ دیا وہ کافر تو نہیں ہے لیکن اسلام کے ایسے رکن کے چھوڑ دینے کی وجہ سے جس کی فرضیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے بہت بڑے خطرے سے دوچار ہے، وہ حاکم وقت کی جانب سے تعزیری سزا کا مستحق ہے۔'' (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۱۰/۱۴۳)

(۶) **اسلام میں روزہ کا مقام:** (۱) روزہ اسلام کا عظیم ترین رکن ہے جس کی فرضیت کا اقرار کئے بغیر بندہ مسلم کا ایمان نہ تو ثابت رہ سکتا ہے اور نہ ہی اسلام کی عمارت برقرار رہ سکتی ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکاۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرنا۔

(۲) ایک فرض روزہ بلا عذر ترک کرنے کا کفارہ ساری عمر کے روزے بھی نہیں بن سکتے: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کا ایک روزہ بلا عذر یا بلا مرض ترک کردیا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کا کفارہ نہیں بن سکتے۔ (بخاری، الصوم باب اذا جامع فی رمضان)

(۳) رمضان پانے کے باوجود مغفرت الہی سے سرفراز نہ ہونے والے کے لئے ہلاکت ہے: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منبر لانے کا حکم دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منبر لے آئے، جب نبی ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے، تو فرمایا: ''آمین'' پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے، تو فرمایا: ''آمین'' اسی طرح جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو فرمایا: ''آمین''۔

جب رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو اس سے پہلے نہیں سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام میرے پاس آئے اور کہا: اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی نہ حاصل کرسکا، میں نے اس کے جواب میں ''آمین'' کہی، پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا، تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، میں نے اس کے جواب میں بھی آمین کہی، پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: جس شخص نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کرکے جنت حاصل نہ کرسکا، اس کے لئے بھی ہلاکت ہو، میں نے اس کے جواب میں بھی آمین کہی۔ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/۵۸۳)

(۴) **روزہ نہ رکھنے والے کا انجام:** ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں سویا ہوا تھا اور میرے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے میرے بازو پکڑے اور مجھے ایک مشکل چڑھائی والے پہاڑ پر لائے اور دونوں نے کہا: اس پہاڑ پر چڑھیں، میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا، انھوں نے کہا: ہم آپ کے لئے سہولت پیدا کریں گے، پس میں چڑھ گیا حتی کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا، جہاں میں نے شدید چیخ وپکار کی آوازیں سنیں، میں نے پوچھا یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ جہنمیوں کی چیخ وپکار ہے، پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے جہاں میں نے کچھ لوگ الٹے لٹکے ہوئے دیکھے، جن کے منہ کو چیر دیا گیا ہے جس سے خون بہہ رہا ہے، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کرلیا کرتے تھے.........(صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱۰/ ۱۸۸، صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۵۸۸، ۲/ ۶۱۱)

(۷) **روزہ کے فضائل (۱) روزہ دخول جنت کا ذریعہ ہے:** ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: مجھے کسی ایسے عمل کی راہ نمائی فرمائیے کہ میں اس پر عمل کرکے جنت میں داخل ہوجاؤں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اوپر روزہ لازم کرلو کیوں کہ اس جیسی کوئی دوسری عبادت نہیں ہے۔

(ابن حبان ۸/۲۱۱، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/۵۸۰)

(۲) روزہ دار روزہ کے سبب جنت میں باب الریان سے داخل ہوگا: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے روز اس دروازے سے بجز روزہ داروں کے اور کوئی داخل نہ ہوسکے گا، کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں ؟ وہ لوگ کھڑے ہوجائیں گے، اس دروازے سے ان کے سوا کوئی نہ داخل ہوگا جب وہ داخل ہوجائیں گے تو اسے بند کردیا جائے گا اور اس میں اور کوئی داخل نہ ہوسکے گا۔(بخاری ۱۸۹۶، مسلم ۱۱۵۲)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: س نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے (مختلف) دروازوں سے پکارا جائے گا، اے اللہ کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے، جو نمازی ہوگا وہ نماز، جو مجاہد ہوگا وہ جہاد، جو روزہ دار ہوگا وہ ریان اور جو صدقہ کرنے والا ہوگا وہ صدقہ کے دروزاہ سے بلایا جائے گا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان میں جس دروازے سے بھی کوئی پکارا جائے اس پر کوئی حرج نہیں لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے۔ (بخاری ۱۸۹۷، مسلم ۱۰۲۷)

(۳) **روزہ جہنم سے حفاظت کا ذریعہ ہے** : جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**الصیام جنة یستجن بها العبد من النار**" روزہ ڈھال ہے جس کے ذریعہ بندہ مسلم خود کو جہنم سے بچاتا ہے۔(مسند احمد ۳/۳۹۶، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، دیکھئے: صحیح الترغیب و الترہیب ۱/۵۷۸)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "**یا کعب بن عجرة الصلاة برهان و الصوم جنة حصينة و الصدقة تطفی الخطيئة كما يطفی الماء النار**" اے کعب بن عجرۃ! نماز (ایمان کی) دلیل ہے روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) مضبوط ڈھال ہے اور صدقہ وخیرات سے گناہ معاف ہوتے ہیں جس طرح پانی سے آگ بجھ جاتی ہے۔(صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۳۳۶ ح ۶۱۴)

عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**الصیام جنة من النار كجنة أحدكم من القتال**" روزہ آتش دوزخ سے حفاظت کے لئے اسی طرح کی ڈھال ہے جس طرح لڑائی سے حفاظت کے لئے تم میں سے کسی کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔(صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۷۴)

(۴) **روزہ جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے** :

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**الصیام جنة و حصن حصين من النار**" روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے اور جہنم سے (حفاظت کا) مضبوط قلعہ ہے۔(مسند احمد ۲/۴۰۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/۵۷۸)

(۵) **روزہ شہوت سے ڈھال ہے** :

عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**یا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه أغض للبصر و أحصن للفرج و من لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء**" اے نوجوانو کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کرلے، کیوں کہ شادی سے نگاہ نیچی رہتی اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو (مالی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے) شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیوں کہ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے۔ (بخاری ۱۹۰۵، ۵۰۶۵، مسلم ۱۴۰۰)

(۶) اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنے والے سے اللہ جہنم کو ستر سال کی مسافت تک دور فرمادیتا ہے:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "**من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه عن النار سبعين خريفا**" جو اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالی اس کے چہرہ کو ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم سے دور فرمادے گا۔ (بخاری ۲۸۴۰، مسلم ۱۱۵۳)

(۷) اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنے والے سے اللہ جہنم کو آسمان وزمین کی مسافت تک دور فرمادیتا ہے: ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه و بين النار خندقا كما بين السماء و الأرض**" جو اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالی اس کے اور دوزخ کے درمیان اتنی بڑی خندق بنادے گا جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔(حسن صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۲/۲۲۳ ح ۱۶۲۴)

(۸) روزہ قیامت کے دن روزہ دار کے لئے سفارش کرے گا:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندہ کے لئے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور اپنی خواہشات (پوری کرنے) سے روکے رکھا لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات میں (قیام کے لئے) سونے سے روکے رکھا، لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔(حسن صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/۵۷۹)

(۹) روزہ کا اجر بے حساب ہے:

(۱۰) روزہ دار کے لئے دو خوشی ہے ایک دنیا میں اور دوسری آخرت میں:

(۱۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک سے بھی زیادہ پیاری ہے:

ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے، لیکن روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے، لہذا جب کسی کا روزہ ہو تو فحش گوئی اور بیہودہ باتیں نہ کرے، اگر کوئی اسے برا بھلا کہے یا لڑنے کی کوشش کرے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔ (بخاری ۱۹۰۴، مسلم ۱۱۵۱/۱۶۳)

ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ بات معلوم ہے کہ نیکی کے سارے کام اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ ہی ان کا بدلہ دے گا پھر رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا'' کا مفہوم یہ ہے کہ میں روزہ کا بدلہ جس قدر چاہوں گا اپنی چاہت کے مطابق دوں گا کسی متعینہ لکھی ہوئی مقدار کے مطابق نہیں، کیوں روزہ ایک خفیہ عبادت ہے جسمیں ریاونمود کا شائبہ نہیں ہے الا یہ کہ آدمی زبان سے بولے اور اس کا اظہار کرے۔'' (غریب الحدیث ۱/۳۲۵)

(۱۲) **روزہ گناہوں کے لئے کفارہ ہے**: حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''فتنة الرجل في أهله و ماله و جاره تكفرها الصلاة و الصيام و الصدقة'' آدمی اپنے اہل وعیال، مال اور پڑوسی کی وجہ سے غلطیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، نماز، روزہ اور صدقہ (کی برکت سے) وہ غلطیاں مٹ جاتی ہیں۔ (بخاری ۱۸۹۵، مسلم ۱۴۴)

(۱۳) **روزہ بھلائی کے دروازوں میں سے ایک ہے**:

معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے بھلائی کے دروازوں کی راہ نمائی نہ کروں؟

روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے، صدقہ وخیرات سے گناہ معاف ہوتے ہیں جس طرح پانی سے آگ بجھ جاتی ہے، اور نصف شب میں بندہ مسلم کا نماز ادا کرنا، پھر اللہ تعالی کے اس فرمان کی تلاوت کی: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (16) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (السجدة:۱۶-۱۷) ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف و امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے خرچ کرتے ہیں، کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ یہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۳/۴۲ ح ۲۶۱۶)

(۱۴) روزہ دلوں سے کینہ وکپٹ اور وسوسے دور کرتا ہے:

عبداللہ بن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صوم شهر الصبر و ثلاثة أيام من كل شهر يذهبن وحر الصدر'' ماہ رمضان کے روزے اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے سے دل کے وسوسوں اور کینہ وکپٹ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ (حسن صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/۵۹۹ ح ۱۰۳۲)

(۱۵) بوقت افطار اللہ بہت سارے لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے:

جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان لله عند كل فطر عتقاء و ذلک في كل ليلة'' بیشک اللہ تعالی افطار کے وقت بہت سے لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرماتا ہے اور یہ رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے۔ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۷۵)

(۱۶) روزہ سے اخلاق مہذب ہوتا اور زبان کی حفاظت ہوتی ہے:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذا أصبح أحدكم يوما صائما فلا يرفث و لا يجهل فان امرؤ شاتمه أو قاتله فليقل اني صائم اني صائم'' جب کوئی روزہ کی حالت میں صبح کرے، تو فحش کام نہ کرے اور جہالت کی بات نہ بولے اور اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس سے جھگڑے تو کہہ دے میں روزہ سے ہوں، میں روزہ سے ہوں۔ (بخاری ۱۸۹۴، مسلم ۱۱۵۱ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

(۸) **روزہ کے فوائد و ثمرات**: اللہ ﷻ کے اسماء حسنی میں سے ایک نام حکیم ہے جو حکمت سے ماخوذ ہے، لہذا اللہ ﷻ کے احکام حکمت بالغہ پر مبنی، غایت درجہ پایہ کمال کو پہنچے ہوئے اور انتہائی ٹھوس ہیں جو انسانوں کی عقلوں سے مافوق اور انسانی عقلیں ان کی کنہ وحقیقت تک رسائی سے عاجز ہیں، چنانچہ جس نے اس کی حکمت کو جانا سو جان لیا اور جو اس کی حکمت کو نہ سمجھ سکا تو یہ اس کی عقل کی کمی ہے۔

علماء کرام نے مشروعیت روزہ کی بہت سی حکمتیں اور اس کے گونا گوں فوائد و ثمرات کا ذکر کیا ہے جن میں سے ذیل میں ہم بعض کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) روزہ تقوی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن کریم میں اس کا ذکر کیا، چنانچہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ (البقرة:۱۸۳) اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔

بنابریں مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں روزہ تقوی کا ذریعہ ہے اور تقوی نام ہے اللہ کے اوامر کو بجالانے اور اور اس کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دینے کا، لہذا روزہ اوامر الٰہی کی بجاوری پر مدد کرنے والی عبادت ہے۔

(۲) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنی محبوب ترین چیزوں جیسے کھانا پینا اور جماع کو اس کی فطری محبت کے باوجود چھوڑ کر رب کا قرب حاصل کرتا ہے تاکہ اپنے رب کی رضا، اس کی خوشنودی اور جنت حاصل کر سکے، اس طرح روزہ دار کا اپنی محبوب ترین چیزوں پر رب کی رضا وخوشنودی اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا واضح ہوتا ہے۔

(۳) روزہ نفس کی تربیت کرتا، اخلاق کو مہذب بناتا اور روزہ دار کے اندر استقامت کی صفت پیدا کرتا ہے، روزہ ایک تہذیبی پیغام ہے جس کے گہرے اثرات مسلمانوں کے اخلاق پر پڑتے ہیں، اسی طرح روزہ سے روزہ دار کے اندر خوف الٰہی کی صفت پیدا ہوتی ہے، پھر ایک روزہ دار مسلمان سے جو اعمال صادر ہوتے ہیں وہ اس خوف کے تابع ہوتے ہیں۔

(۴) روزہ نعمت الٰہی کے شکریہ اور اس کی قدر شناشی کا ذریعہ ہے، کیوں کہ بندہ مسلم جب ایک خاص مدت تک اللہ کی عظیم نعمت کھانے، پینے اور جماع سے رکا رہتا ہے تو اسے اس وقت اللہ کی نعمتوں کی قدر اور ان کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے جو اسے نعمت الٰہی کی قدر شناشی اور اس کے شکریہ پر آمادہ کرتی ہے۔

(۵) روزہ انسان کو غلط عادات کی حکمرانی سے چھٹکارا دلاتا ہے، جو کسی عادت بد کا قیدی ہو جائے اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے آزاد ہونے کی طاقت رکھتا ہے، تو اسے چاہیئے کہ وہ روزہ رکھے، اس لئے کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ آدمی روزہ رکھ کر اپنی عادات کلی اور قطعی طور پر بدل سکتا ہے، اس کے بعد وہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ اس کے لئے اپنے نفس کو ان عادات کی بندش سے آزاد کرنا سہل اور آسان ہے جو عادات ہمیشہ اس کے لئے قلق اور پریشانی کا سبب بنی رہی ہیں۔

(۶) روزہ حرام امور سے اجتناب کا ذریعہ ہے، کیوں کہ جب بندہ مسلم کا دل رضائے الٰہی کی حرص اور اس کے دردناک عذابات کے ڈر سے حلال چیزوں سے بچنے کے لئے راضی ہو گیا تو اسے حرام امور سے گریز کے لئے بدرجہ اولی راضی ہونا چاہیئے اس طرح روزہ اللہ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کا ذریعہ ہے۔

(۷) روزہ مسلمانوں کو صبر وتحمل اور مشقت برداشت کرنے کا عادی بناتا ہے، کیوں کہ روزہ، روزہ دار کو پسندیدہ اور مرغوب چیزوں اور خواہشات کو ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے، اس طرح روزہ میں صبر کی تینوں قسمیں پائی جاتی ہیں (۱) اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا (۲) اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر صبر کرنا (۳) اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر پر صبر کرنا، اس طرح بندہ مسلم روزہ رکھ کر صبر وتحمل کا عادی بن جاتا ہے۔

(۸) روزہ میں مساوات کا درس ہے کہ سارے مسلمان خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، ایک ہی وقت میں سحری کرتے اور ایک ہی وقت میں روزہ افطار کرتے ہیں، اس طرح روزہ مسلمانوں میں مساوات اور یکجہتی کا احساس بیدار کرتا ہے۔

(۹) روزہ نفس پر شیطانی تسلط اور اس کے غلبہ کو کمزور کرتا ہے، چنانچہ وہ انسان کو کم گمراہ کر پاتا اور گناہوں میں کم ہی ملوث کر پاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بلاشبہہ خون کھانے اور پینے سے پیدا ہوتا ہے، چنانچہ جب انسان کھاتا اور پیتا ہے تو رگیں خون کی وجہ سے کشادہ ہو جاتی ہیں جو جسم انسانی میں شیطان کے گردش کرنے کی جگہیں ہیں اور جب بندہ مسلم روزہ رکھتا ہے تو خون کی قلت کے سبب رگیں تنگ ہو جاتی ہیں، اس طرح دل بھلائیوں کے بجالانے اور خلاف شرع کاموں سے اجتناب پر آمادہ ہوتے ہیں۔'' (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۵/ ۲۴۶ معمولی تبدیلی کے ساتھ)

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا: ''ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم'' شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ (بخاری ۲۰۳۹، مسلم ۲۱۷۴)

(۱۰) روزہ جسم کو فاسد مادوں سے بچاتا اور اسے قوت وصحت سے نوازتا ہے، جیسا کہ بہت سے اطباء نے اس کا اعتراف کیا ہے اور روزے سے بہت سی بیماریوں کا علاج کیا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''روزہ کے فوائد وثمرات عجیب وغریب ہیں، وہ ظاہری جوارح کی حفاظت کرتے، نیز باطنی قوت کو فاسد مادوں سے محفوظ کر کے ظاہری و باطنی قوت کو جلا بخشتے ہیں، اخلاق رزیلہ سے جسم کو پاک کرتے، اور قلب وجوارح کو وہ تمام قوتیں واپس دلاتے ہیں جو مختلف طریقوں سے صرف ہو جاتی ہیں، ان کے علاوہ روزہ کو روحانیات میں ایک بڑا مقام حاصل ہے، وہ حصول تقوی اور تزکیہ نفس کا ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔'' (مختصر زاد المعاد ۹۳)

(۱۱) روزہ مالداروں اور عیش اور عشرت میں زندگی بسر کرنے والوں کے دلوں میں غریبوں اور مفلسوں کے ساتھ ہمدردی، نرمی اور بھلائی کا شعور بیدار کرتا ہے، کیوں کہ جب ایک مالدار بھوکا اور پیاسا رہتا ہے، تو اسے بھوک وپیاس کی کلفت کا احساس ہوتا ہے، پھر وہ غریبوں اور پریشان حال لوگوں کی پریشانیوں کو محسوس کرتے ہوئے ان کے ساتھ بھلائی اور احسان کرتا ہے۔ ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا نورالاسلام شفیع مدنی

وہ دعائیں جو قبول ہوتی ہیں

دعا عظیم ترین عبادت اور بندگی کا اہم ترین ذریعہ ہے، اس کے ذریعے بندہ اپنے خالق ومالک سے فریاد کرتا ہے، اس سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے، یہ بندے کی زندگی کا افضل ترین وقت اور اہم ترین لمحہ ہوتا ہے، اس وقت عبدیت جمال وکمال کے لباس فاخر سے آراستہ ہوکر فضل ومنقبت کی بلندیوں پر متمکن ہوتی ہے اور بندہ دعا گو ثریا کی بلندیوں کو تجاوز کرکے آسمانوں کی سیر کر رہا ہوتا ہے، اور یہی چیز اس کو سب سے جدا اور سب سے ممتاز بناتی ہے، وہ جتنا جھکتا ہے، جتنا روتا ہے، گڑگڑاتا ہے اور رب تعالی کے سامنے جتنی زیادہ ذلت وعاجزی اور اپنے فقر واحتیاج کا اظہار کرتا ہے اس کی عظمتوں کے مدارج میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، بوقت دعا بندے کے پورے وجود پر عبدیت کا اور اپنی محتاجی ولاچاری کا اور باری تعالی کی عظمت وکبریائی اور اس کی قوت وقدرت کا احساس چھایا ہوا ہوتا ہے، وہ ایک سائل حقیر اور ایک بے نوا فقیر کی صورت میں اپنے درد والم اور اپنی حاجت وچاہت کو اپنے رب رحیم وکریم کے روبرو پیش کرکے اس سے رحم وکرم اور بخشش وعطا کی بھیک مانگ رہا ہوتا ہے، اور اسی لئے اس کی اس ادا کو عظیم عبادت قرار دیا گیا ہے، اہل نظر سوچیں کہ اگر کوئی بندہ مسلم ایسی بے کسی وبے بسی اور اس نوع کی عاجزی وانکساری کے ساتھ دست دعا دراز کرے تو کیا رب رحیم وکریم اس کے ہاتھوں کو خالی واپس ہونے دے گا؟ عاجزی کے ایسے لرزتے ہوئے ہاتھوں اور کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کی ایسی عاجزانہ التجاؤں اور عفو ودرگزر کی ایسی مخلصانہ دعاؤں کو اللہ تعالی ہرگز نظرانداز نہیں کرتا بلکہ وہ ان کو عزت وشرف کا تاج پہناتا اور خلعت قبولیت سے نوازتا ہے، اور اس کی طرف سے یہ صدا سنائی دیتی ہے: فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ[البقرۃ:186] میں بندوں سے قریب ہی رہتا ہوں اور جب مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی دعائیں قبول کرتا ہوں، اور اگر اس وقت بندے کی آنکھوں سے ندامت وشرمندگی کے آنسو بہہ نکلیں اور سابق گناہوں کا خوف دل پر طاری ہو اور زبان پر ان کا اقرار جاری ہو تو اس کو یہ صدائے دلنواز بھی سنائی دیتی ہے: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ [الزمر:53]، میرے ان بندوں کو خبر کردیجئے جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کرکے اپنے اوپر کافی زیادتی کرلیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے قطعا ناامید نہ ہوں، یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے وہ بہت بڑا معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے، اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ مژدہ سنایا ہے کہ رب رحیم وکریم اپنے بندوں کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو محروم کرم ہونے نہیں دیتا بلکہ ان کو اپنے عفو ودرگزر کے آب زلال سے اور اپنی بخشش ومغفرت کے چھلکتے ہوئے جام سے آسودہ حال کرتا ہے[صحیح ابن ماجہ للألبانی:3131]۔

بے شک دعائیں تقدیروں کو پھیرتی اور تدبیروں کو کامیابیوں سے مشرف کرتی رہی ہیں، ان کا بقائے زیست، فتح وشکست اور حصول غرض ومرام میں نمایاں کردار رہا ہے، اکثر یہ مجبوروں اور مقہوروں کی اشک سوئی اور مظلوموں کی دادرسی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، ہمیشہ لوگ نامساعد حالات اور مشکل لحات میں اس کی طرف رجوع کرتے رہے ہیں، نہ جانے اس نے کتنے دلوں کی دنیا کو بدلا ہے، کتنوں کو راہ ہدایت دکھائی ہے، کتنے سارے دلوں میں ایمان وایقان کے قنادیل روشن کئے ہیں اور کتنے سارے مرجھائے چہروں کو رعنائی وتوانائی عطا کیا ہے، دعا کی اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالی نے ہمیں نہ صرف دعا کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ اس کے آداب کو اور قبولیت دعا کی شرطوں کو بیان کرنے کے ساتھ قبولیت کے مواقع ومقامات کو بھی بیان فرمایا ہے، آیئے قبولیت دعا کے تعلق سے کچھ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

کن اشخاص کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں؟: بلا ریب دعائیں سنی اور قبول کی جاتی ہیں، البتہ قبولیت دعا کے لئے نہ تو کوئی وقت محدود ہے اور نہ مطلوبہ شئی کو بعینہ عطا کئے جانے کا کوئی وعدہ ہے، انسان اپنی ضرورت کے مطابق اپنے محدود علم کے لحاظ سے اللہ تعالی سے کوئی چیز طلب کرتا ہے جب کہ علام الغیوب کے علم میں اس کے سوا کوئی اور چیز اس کے لئے زیادہ اہم ہوتی ہے لہٰذا وہی عنایت کردیتا ہے، یا پھر جو مانگا تھا وہی دیدیتا ہے، یا اس کے بدلے وہ اس کو کسی حادثہ یا خسارہ سے بچالیتا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”كل داع يستجاب له، لكن تتنوع الاجابة، فتارة تقع بعين مادعا به، وتارة بعوضه “یعنی دعا تو ہر ایک کی قبول کی جاتی ہے مگر قبولیت کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں، کبھی جو مانگا تھا وہی مل جاتا ہے اور کبھی اس کا مناسب عوض ملتا ہے[فتح الباری،11/95]، جیسے کوئی نادان بچہ اپنے والد سے کسی چیز کی فرمائش کرتا ہے تو اگر وہ چیز اس کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے تو وہ اس کو ہرگز فراہم نہیں کرتا، اور اگر وہ غیر اہم ہوتی ہے تو اس سے اہم چیز فراہم کرتا ہے، اور اگر اس کے لیے نہایت ضروری ہوتی ہے اور مناسب بھی تو وہی فراہم کردیتا ہے، اور اگر تاخیر میں مصلحت ہوتی ہے تو تاخیر سے دیتا ہے، البتہ اللہ تعالی اپنے بعض بندوں کی دعاؤں کو خاص اہمیت دیتا ہے اور اسے کچھ دیر بعد ہی سہی ضرور قبول کرتا ہے، ان میں سے بعض لوگ یہ ہیں:

1- والدین کے اطاعت گزار شخص کی دعا: غار میں پھنس جانے والے تین

اشخاص میں سے ایک شخص اپنے والدین کا اطاعت گزار تھا، اسی نیک عمل کے واسطے سے اس نے دعا مانگی تو اللہ تعالی نے اس کی دعا قبول فرمائی اور وہ غار سے نکلنے میں کامیاب ہوا[البخاری:227،ومسلم:2743]۔

2-اولاد کے حق میں والدین کی دعا و بددعا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''**ثلاث دعوات مستجابات لاشک فیھن: دعوة المظلوم ،ودعوة المسافر ، ودعوة الوالد علی ولده**''تین دعائیں بلا شک مقبول ہوتی ہیں: مظلوم کی بددعا، مسافر کی دعا، اور اولاد پر باپ کی بددعا[صحیح الترمذی للالبانی:1905]۔

3-والدین کے حق میں نیک اولاد کی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:''**اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث : صدقة جارية ،و علم ينتفع به ، وولد صالح يدعو له**''جب انسان مرجاتا ہے تواس کا سلسلہ عمل منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین اعمال کے،صدقہ جاریہ،اورنفع حاصل کیا جانے والا علم،اوروالدین کے حق میں صالح اولاد کی دعا[صحیح مسلم:1631]،اس حدیث کے مطابق والدین کے حق میں نیک اولاد کی دعا مستجاب ہے،اورابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''**ان الرجل لترفع درجته فی الجنة ، فيقول : انی هذا ؟ فيقال : باستغفار ولدك له**''یعنی ایک شخص کا جنت میں درجہ بلند کردیا جائے گا، وہ کہے گا کہ ایسا کیسے ہوگیا؟اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لیے تمہارے بچوں کے استغفار کی وجہ سے[صحیح ابن ماجہ للالبانی:2953]۔

4-مظلوم کی بددعا خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو: اوپروالی حدیث میں جن تین اشخاص کی دعاؤں کے مقبول ہونے کی خبر ہے اس میں ایک مظلوم بھی ہے، اورایک حدیث میں ہے:''**واتق دعوة المظلوم ، فانه ليس بينها وبين الله حجاب**''مظلوم کی بددعا سے بچو،اس کے اوراللہ کے درمیان کچھ حائل نہیں ہوتا [البخاری:2448،ومسلم:19]،اورایک روایت میں ہے:''**دعوة المظلوم مستجابة وان كان فاجرا ففجوره على نفسه**''مظلوم کی بددعا مستجاب ہے چاہے وہ فاجر ہی کیوں نہ ہو، اس کا فجور خوداس کے سر ہے[صحیح الجامع للالبانی: 3382]۔

5-امام عادل کی دعا مستجاب ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''**ثلاثة لايرد الله دعاء هم : الذاكر الله كثيرا ، ودعوة المظلوم ، والامام المقسط**''تین لوگ ایسے ہیں جن کی دعائیں اللہ تعالی ردنہیں فرماتا: بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے کی،مظلوم کی،اورامام عادل کی[صحیح الجامع للالبانی:3064]۔

6-بکثرت ذکرالٰہی کرنے والے کی دعا: اوپروالی حدیث میں''**الذاكر الله كثيرا**''کا ذکر ہے،اوراس کی دعا قبول ہونی بھی چاہئے کیونکہ وہ دن رات اللہ کی تعریف وتوصیف میں لگا رہتا ہے لہٰذا اس کا حق ہے کہ اللہ تعالی اس کی دعا کو خلعت قبولیت سے نوازے، امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الذاکر اللہ کثیرا سے مراد یا تو دوام ذکر ہے یا بوقت دعا بہت زیادہ ذکر کرنے والا ہے[فیض القدیر:3/327]۔

7-روزہ دار اور مسافر کی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:''**ثلاث دعوات مستجابات : دعوة الصائم ، ودعوة المسافر ' ودعوة المظلوم**''تین دعائیں مقبول ہیں، روزہ دار کی، مسافر کی اور مظلوم کی[صحیح الجامع: 3030]، حالت روزہ کی کوئی بھی دعا قبول ہوتی ہے مگر افطار کے وقت کی دعا کی خاص اہمیت ہے''ان للصائم عند فطرہ دعوۃ لاترد''یعنی افطار کے وقت کی دعا رد نہیں کی جاتی[ابن ماجہ:1753وصححہ الالبانی]۔

8-ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''**دعاء المرء المسلم لا خيه بظهر الغيب مستجابة**''ایک مسلمان کی اپنے حقیقی یا دینی بھائی کے لئے غائبانہ دعا مقبول ہے[مسلم:2733]، چونکہ یہ عمل ریا کاری سے پاک اوراخلاص ومحبت سے بھرپور ہوتا ہے لہٰذا دربار الٰہی میں اس کی فوراً باریابی ہوجاتی ہے۔

9-غازی، حاجی اور معتمر کی دعا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **الغازی فی سبيل الله، والحاج ،والمعتمر وفد الله دعاهم فاجابوه ، وسلوه فی عطاهم** ''اللہ کے راستے کا غازی اور حاجی ومعتمر اللہ کے مہمان ہیں، اس کی دعوت پرآ گئے اور جو کچھ مانگا وہ ان کو ملا[صحیح الجامع:4171]، یہ لوگ غربت وسفر میں مختلف حالات سے نبردآزما ہوتے ہیں، طاعت وبندگی کے پرمشقت سفر کے مشکل لمحات میں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے اوران کی دعائیں قبول کرتا ہے۔

کن اوقات کی دعائیں مستجاب ہیں؟: اللہ تعالی نے بعض اوقات کو بعض پر اور بعض مقامات کو بعض پر فضیلت بخشا ہے اور وہ افضل اوقات میں کی جانے والی دعاؤں کو شرف باریابی عنایت کرتا ہے، ان میں سے بعض اوقات ومقامات یہ ہیں:

1-نیم شب، وقت سحر، رات کا پچھلا پہر: نصف شب کے بعد کے اوقات دعا ومناجات کے خاص مواقع ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی ہے:''رات میں ایک ایسی ساعت ہے جس کو کوئی مسلمان اللہ تعالی سے دنیا وآخرت کے کسی امر میں خیر طلب کرتے ہوئے پالے تو اللہ اسے وہ عطا کردیتا ہے، اور یہ روزانہ کا عمل ہے''[صحیح مسلم:757]، اورایک حدیث میں ہے:''اگر کوئی مسلمان رات کو بحالت طہارت اللہ کے ذکر کے ساتھ سوتا ہے، پھر رات میں بیدار ہوتا ہے اوراللہ سے دنیا وآخرت کی بھلائی کی دعا مانگتا ہے تو اللہ اس کو وہ چیز ضرور عطا کرتا ہے''[صحیح الترغیب للالبانی]، اورایک حدیث میں وقت سحر کی تعیین کے ساتھ فرمایا گیا ہے:''ہمارا رب تبارک وتعالی

روزانہ رات کو آسمان دنیا پر اس وقت نزول فرماتا ہے جب رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کو قبول کرلوں، کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے اور میں اس کی جھولی بھردوں، کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کو بخشش عطا کردوں'' [البخاری:1145، ومسلم:758]۔

2- جمعہ کے دن کی دعا: جمعہ کے دن بکثرت دعائیں ہونی چاہئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:'' **فیه ساعة لا یوافقها عبد مسلم قائم یصلي یسأل الله تعالی شیئا الا اعطاه ایاه** ''اس دن ایک ایسی گھڑی ہے جس کو کوئی مسلمان اس حال میں پالے کہ وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالی سے کچھ طلب کر رہا ہو، تو اس کو وہ چیز عطا کر دیتا ہے [البخاری:933، ومسلم:852]، جمعہ کے دن کے دو اوقات قبولیت دعا کے لئے زیادہ موزوں ہیں:

ا- امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کی ساعت اجابت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:'' **هی مابین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلاة**'' [مسلم:853]۔

۲- عصر بعد سے لے کر غروب آفتاب تک، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**فالتمسوها آخر ساعة بعد العصر** ''یعنی وقت اجابت کو عصر بعد کی آخری ساعتوں میں تلاش کرو [ابوداود:1048 اور حدیث حسن ہے]۔

3- فرض نمازوں کے بعد کی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ سنی جانے والی دعا کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا:'' **جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات** ''یعنی وقت سحر کی اور فرض نمازوں کے پیچھے کی دعا، [صحیح الترغیب:1648]، دبر الصلوات سے سلام بعد کا وقت مراد ہے یا سلام سے پہلے کا؟ اس سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ وابن القیم رحمہما اللہ نے سلام سے پہلے کا وقت مراد لیا ہے، شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ہر ایک شی ءکی دبر اس شی ءکا پچھلا حصہ ہوتا ہے، جیسے دبر الحیوان، جانور کا پچھلا حصہ [زاد المعاد، 1/305]، اور ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول ہے: اگر دعا کو دبر الصلاۃ کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس سے مراد سلام سے پہلے کا وقت ہوگا، اور اگر ذکر کو اس کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس سے مراد سلام بعد کا وقت ہوگا جیسے: (**فاذا قضیتم الصلاة فاذکروا الله قیاما وقعودا وعلی جنوبکم**) [کتاب الدعاء للشیخ محمد الحمد، ص54]۔

4- آب زمزم نوش کرتے وقت کی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:'' **ماء زمزم لما شرب له** '' آب زمزم کو جس مقصد کے تحت نوش کیا جائے وہ حاصل ہوتا ہے [صحیح الجامع:5502]۔

5- میت کی روح قبض ہونے کے بعد کی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم: نے فرمایا ''تم لوگ اپنے مردوں کے لئے خیر کی دعا کرو، فرشتے تمہاری دعاؤں پر آمین کہتے ہیں [مسلم:2732]۔

6- مریض کے پاس کی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:'' **اذا حضرتم المریض و المیت فقولوا خیرا فان الملائکة یؤمنون ما تقولون** ''جب تم لوگ کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی باتیں کرو کیونکہ فرشتے آمین کہتے ہیں [صحیح مسلم:919]۔

7- مرغ کے بانگ دیتے وقت کی دعا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: '' **اذا سمعتم صیاح الدیکة فاسئلوا الله من فضله ، فانها رأت ملکا**'' جب تم مرغ کو بانگ دیتے سنو تو اللہ سے اس کا فضل طلب کرو، اس نے فرشتے کو دیکھا ہوگا [البخاری:2304، ومسلم:2729]۔

8- سجدے میں کی جانے والی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' **اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد فی کثروا الدعاء** ''سجدے میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا اس میں بکثرت دعائیں کرو [مسلم: 482]۔

9- مجالس ذکر کی دعا: ایک طویل حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مجالس ذکر میں فرشتوں کے آنے اور دعا کرنے والوں کی بخشش کئے جانے کا ذکر کیا ہے [البخاری:6408، مسلم:2689]۔

10- بارش کے وقت کی دعا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:'' **ثنتان لا تردان ، الدعاء عند النداء وتحت المطر** '' دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، ایک وقت اذان کی اور دوسری بارش کے دوران کی [صحیح الجامع:3078]۔

11- اذان واقامت کے درمیان کی دعا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**الدعاء بین اللذان والاقامة لایرد**'' [صحیح الترغیب:265]۔

مذکورہ بالا ایام واوقات کے علاوہ لیلۃ القدر کی دعا، ذوالحجہ کے عشرہ اول کی دعا، میدان عرفات کی دعا، ماہ رمضان میں دعا، مضطر و پریشان حال کی دعا، وضو کے بعد کی ماثور دعا، جمرہ صغری ووسطی کی رمی کے بعد کی دعا، کعبہ اور حجر کے اندر کی دعا، صفا ومروہ پر کی گئی دعائیں، دشمن سے مقابلہ کے وقت کی اور بدھ کے روز ظہر وعصر کے درمیان کی دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں، یہ دراصل ہم بندوں پر اللہ سبحانہ وتعالی کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمارے لئے عام وقتوں کے علاوہ کچھ ایسے خاص اوقات ولمحات مقرر فرما دیئے ہیں جن میں قبولیت دعا کا پورا امکان ہوتا ہے، اور ہم ان مواقع کا استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالی کے سامنے اپنی ضرورتیں پیش کر کے مسعود ومبرور بن سکتے ہیں اور اپنی دعاؤں کو مقبول ومستجاب بنوا سکتے ہیں، **وصلی الله علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه وسلم.**

☆☆☆

رمضان المبارک کے موقع پر اپنے صدقات و خیرات کا ایک حصہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف ومقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔ اس کی دعوتی وتبلیغی، تعلیمی وتربیتی، علمی وتحقیقی، تحریری وصحافتی اور رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد، مختلف زبانوں میں جرائد ورسائل کی طباعت، تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی وتربیتی اور نصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہو رہا ہے۔ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل اور اہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسقیف (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔ جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پا رہے ہیں۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں، پھر اپنے محسنین ومخلصین کے بھی، جنھوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا ہے اور اس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔ اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ڈرافٹ یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch

(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: **اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند**

ترجمان

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

ماہ شعبان ۱۴۴۷ھ کا چاند نظر نہیں آیا

دہلی: ۱۹/ جنوری ۲۰۲۶ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج بتاریخ ۲۹/ رجب ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۹/ جنوری ۲۰۲۶ء بروز سوموار بعد نماز مغرب اہل حدیث منزل، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی میں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رؤیت ہلال ماہ شعبان ۱۴۴۷ھ کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے۔ مگر ملک کے کسی بھی صوبہ سے رؤیت ہلال کی کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ بنابریں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ کل بروز منگل رجب کی ۳۰/ ویں تاریخ ہوگی۔ ان شاءاللہ

آئین کی پاسداری اور ملک کی تعمیر وترقی کے لیے جدوجہد سب کا فریضہ ہے/ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلی تعلیمی وتحقیقی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الاسلامیہ میں تقریب یوم جمہوریہ کا باوقار انعقاد

دہلی: 27/ جنوری 2026

جشن یوم جمہوریہ تمام دیش واسیوں کو مبارک ہو. یہ وطن عزیز کے عظیم آئین کے تحفظ، دیرینہ اخوت و بھائی چارہ کی بقا، امن وسلامتی کے قیام اور ملک وملت اور انسانیت کی تعمیر وترقی کے لیے تجدید عہد کا دن ہے۔ آئین کی پاسداری اور ملک کی تعمیر وترقی کے لیے جدوجہد تمام دیش واسیوں کا قومی فریضہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف کل 26/ جنوری 2026ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلی تعلیمی وتحقیقی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ واقع اہل حدیث کمپلیکس، جامعہ نگر، نئی دہلی میں منعقد باوقار تقریب یوم جمہوریہ کی مناسبت سے حاضرین کو آن لائن خطاب کررہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ آج یوم آزادی کی مناسبت سے جو ہم جشن منا رہے ہیں اور ہم نے جس جوش وجذبہ اور عزم کے ساتھ ترنگا پرچم لہرایا ہے اور قانون کی پاسداری کرنے، دیش کی تعمیر وترقی کے لیے تن من دھن کی بازی لگادینے، قومی یکجہتی اور آپسی محبت و بھائی چارہ کو عام کرنے اور امن وشانتی کو بہرصورت برقرار رکھنے کا جو عزم کیا ہے اور جس طرح ہمارے بزرگوں نے بلاتفریق مذہب ومسلک مل جل کر دیش کی آزادی اور تعمیر وترقی کے لیے بے مثال قربانیاں دی تھیں اور جس طرح سرجوڑ کا عظیم آئین بنایا تھا، اسی طرح اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اسی عزم وحوصلے کے ساتھ آگے بڑھیں، آئین کے تقاضوں کو پورا کریں، ملک کی ایکتا اور اکھنڈتا پر حرف نہ آنے دیں، ملک میں تشدد اور منافرت کو راہ پانے نہ دیں، امن وشانتی اور روایتی اخوت و بھائی چارہ اور گنگا جمنی تہذیب وثقافت کو فروغ دیں۔ یہ وقت کا بڑا تقاضا ہے۔

حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے میڈیا کوآرڈینیٹر ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے کہا کہ یہ ہمارے لیے بڑی مسرت اور سعادت کی بات ہے کہ آج ہم 77واں یوم جمہوریہ منا رہے ہیں۔ جس کا ہمیں حق بھی ہے۔ کیونکہ یہ دن ہمیں بڑی جانی ومالی قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔ ہمارے بزرگوں خصوصا علماء اہل حدیث نے دیش کی آزادی اور تعمیر وترقی کے لیے بے مثال قربانیاں پیش کیں اور ہمارے رہنماؤں نے عظیم آئین بنایا جس میں ہر شخص کو رائے و ضمیر کی آزادی، پرامن وخوشگوار زندگی اور بلاتفریق تمام شہری کے لیے یکساں مواقع کو یقینی بنایا گیا تھا، ہمارا عہد ہے کہ ہم آئین کی حفاظت کرتے رہیں گے اور قومی اتحاد و یکجہتی پر آنچ آنے نہیں دیں گے۔

اس موقع پر المعہد العالی کے استاد مولانا عبدالغنی مدنی، معروف سرجن ڈاکٹر محمد اسعد، مولانا محمد رئیس فیضی، ڈاکٹر عبدالواسع تیمی اور جناب ڈاکٹر سید عبدالرؤف وغیرہ شخصیات نے بھی اظہار خیال کیا۔

حسب سابق سب سے پہلے قومی پرچم کشائی کی گئی، پھر دیش گان جن گن من اور ترانہ ہندی سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا گایا گیا اور حاضرین کے مابین شیرنی تقسیم کی گئی۔ اس تقریب میں المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ کے موقر اساتذہ، طلبہ، ملازمین اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکنان و وابستگان کے علاوہ اہل حدیث کمپلیکس کے پڑوسی حضرات بھی موجود تھے، ان میں ایاز تقی، انور عبدالقیوم، محمد عرفان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مرکزی جمعیت کے امیر محترم کے دعوتی وتنظیمی دورے

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ نے 18 / جنوری 2026ء کو ضلعی جمعیت اہل حدیث ساؤتھ سنٹرل ممبئی کے زیر اہتمام دعوت حق کانفرنس بمقام منوہر جوشی کالونی گراؤنڈ دھاراوی ممبئی میں بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کی اور اپنے گراں قدر خطاب میں ضلعی جمعیت اہل حدیث کو اس کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد دی اور حاضرین کو علم وعمل اور خلوص کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم وفقہ اور عمل وکردار، جو کتاب وسنت اور اسوہ رسول میں ڈھلا ہوا تھا کی روشنی میں زندگی گذارنے اور اختلاف، نفاق وشقاق، منفی ذہنیت اور انتشار وافتراق سے بچنے کی تلقین کی۔ یہ عظیم الشان اجلاس ضلع کے ہونہار نوجوانوں، ذمہ داروں اور ضلع کے اہل ثروت کی کاوشوں کا بہترین ثمرہ تھا۔ اس کی صدارت معروف خطیب مولانا ظفر الحسن مدنی صاحب اور سرپرستی مولانا عبدالسلام سلفی صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے کی۔ جبکہ خطابت کا فریضہ جماعت کے خطباء عظام نے انجام دیا۔ کانفرنس بہت کامیاب تھی۔ اس میں امیر محترم کے ہمراہ ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب اور مولانا محمد رئیس فیضی صاحب موجود تھے۔



☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے 19 / جنوری 2026 کو مسجد اسماء گوری پارا بھیونڈی میں منعقد جلسہ عام میں شرکت کی اور صدارتی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اخلاقِ حسنہ انسان کی شخصیت کو نمایاں بناتے ہیں جس سے انسان دوسروں کے دلوں میں عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اخلاقِ حسنہ کو بڑی فضیلت دی اور ایمان کا حصہ قرار دیا۔ اچھے اخلاق انسان کو غرور، حسد اور نفرت سے بچاتے ہیں۔ نرمی، سچائی اور دیانت اچھے اخلاق کی بنیادی صفات ہیں امیر محترم نے کہا کہ اخلاقِ حسنہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اسی لیے ہمیں ہمیشہ اخلاقِ حسنہ کو اپنانا چاہیے۔

واضح رہے کہ یہ قافلہ ممبرا سے مولانا عبدالسلام سلفی صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی قیادت میں بھیونڈی روانہ ہوا۔ وہاں محترم جناب عبدالحمید صاحب امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث بھیونڈی، ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مولانا عبدالرشید سلفی صاحب، مولانا مطیع الحق صاحب اثری ناظم ضلعی جمعیت اہلحدیث بھیونڈی، اساتذہ جامعۃ التوحید بھیونڈی اور معززین شہر نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔ یہاں کا اجلاس بھی کامیاب اور بارآور تھا۔ نظامت کا فریضہ ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی مولانا عبدالرشید صاحب نے انجام دیا۔ اس اجلاس کے اہم خطیب مولانا ظفر الحسن مدنی اور ڈاکٹر عبدالقیوم مدنی اور ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحبان تھے۔ جنہوں نے پر مغز خطاب کیا۔ امیر محترم کی دعائیہ کلمات پر مجلس کا اختتام ہوا۔ پر تکلف عشائیہ کے بعد وفد ممبرا واپس ہوا۔ یہاں احباب جماعت اور ٹراولس برادری کے ساتھ ایک اہم نشست ہوئی۔ اس پورے سفر میں محترم مولانا جمیل احمد سلفی صاحب اور ان کے ہونہار فرزند نے اپنی عمدہ وآرام دہ سواری کے ساتھ ہمہ وقت ساتھ دیا۔ حفظہم اللہ جمیعا

☆ مدرسہ امداد الاسلام، صدر بازار، میرٹھ کینٹ میں منعقدہ جلسہ اصلاح معاشرہ ودستارِ بندی میں شرکت کی۔ اس موقع پر اس جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے امیر جماعت نے کہا کہ علم انسان کی زندگی میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ علم کے ذریعے انسان حقیقت اور جہالت میں فرق پہچانتا ہے اور انسان کو سوچنے، سمجھنے اور درست فیصلے کرنے کی صلاحیت دینے کے ساتھ علم فرد کی شخصیت کو نکھارتا اور اس کے اخلاق کو سنوارتا ہے۔ تعلیم یافتہ قومیں ہی ترقی اور کامیابی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ علم سے معاشرے میں شعور، برداشت اور انصاف پیدا ہونے کے ساتھ انسان کو خود اعتمادی اور خودمختاری عطا کرتا ہے۔ اسلام نے علم حاصل کرنے کو مرد وعورت دونوں پر فرض قرار دیا ہے۔ علم کی بدولت نئ ایجادات اور سائنسی ترقی ممکن ہوتی ہے اس لیے علم حاصل کرنا ہمارے لیے نہایت ضروری ہے۔ انہوں نے بخاری شریف کی اہمیت اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب وسنت سے شیدائیت پر روشنی ڈالی اور وقت کے تمام فتنوں اور فرقۂ باطلہ کو کتاب وسنت اور حکمت سے تردید کرنے اور کتاب وسنت کی اشاعت کے کارناموں کا تذکرہ کیا۔ اس پروگرام میں حضرت مولانا شاہ سید بلال حسین تھانوی صاحب، حضرت مولانا محمد عباس بسم اللہ صاحب، حضرت مولانا مفتی عبداللہ معروفی صاحب، حضرت مولانا نور الحسن صاحب، حضرت مولانا ومفتی عطاء الرحمٰن قاسمی صاحب اور مولانا انظر حسین میاں وغیرہ شریک تھے۔ علاوہ ازیں امیر محترم نے اس دورے کے موقع پر رکن شوریٰ غیاث الدین قریشی کے انتقال پر مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔ امیر محترم کے ہمراہ مولانا محمد ہارون سنابلی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور مولانا سعید الرحمٰن سنابلی بھی تھے۔ اس دورے کے موقع پر جناب شاہد اخلاق کے دولت خانے پر ظہرانہ تناول کیا۔

☆ ۱۸ جنوری ۲۰۲۶ء کو امیر محترم نے کوسہ، ممبرا، تھانے میں منعقدہ ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' میں شرکت کی۔ اس میں امیر محترم نے صدارتی خطاب فرمایا۔ اس میں آپ نے سیرۃ النبی کے ان اہم گوشوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اہل طائف کے سردار ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی اسلام دشمنی اور قبول اسلام میں اللہ کے رسول ﷺ کے اسوہ حسنہ بحیثیت داعی ومبلغ، محسن انسانیت، رسول رحمت اور حلف الفضول اور پہلی وحی کے نزول اور ''اقرا باسم ربک الذی'' کی روشنی میں خواتین کے کردار اور داعی کی مقبولیت، معلم ومتعلم کے آداب وفرائض اور سلوک کی طرف اشارے فرمائے اور ہر حال میں امن وآشتی، عفو ودرگذر اور اخوت انسانی کے خوگر بننے کی تلقین کی۔

اس کانفرنس میں جماعت کے عظیم مقررین اور دعاۃ شریک ہوئے اور برادر مولانا عبدالسلام محمدی، مولانا فیضان پردھان فیضی، ، مولانا اختر سلفی، فضل احمد وغیرہ کی محنتوں کا ثمرہ تھا۔ یہ کانفرنس بھی کامیاب رہی۔

☆ 20 / جنوری 2026 کوشام بعد نماز مغرب امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغرعلی امام مہدی سلفی نے تاریخی جامع مسجد مومن پورہ، ممبئی میں مصلیان سے خطاب کرتے ’’فـامـاتـخـافـن من قوم خيانة ‘‘ کی تفسیر بڑی دلنشیں انداز میں پیش کی اور موثر عالمانہ وفاضلانہ خطاب فرمایا۔ بعدہ مولانا ابوزید ضمیر حفظہ اللہ کا کلیدی خطاب ہوا۔

اس سے قبل بعد نمازِ عصر جامع مسجد مومن پورہ کی آفس میں منعقد صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اور ضلعی جمعیات کے ذمہ داران کی میٹنگ میں مرکزی وفد کے ساتھ شرکت کی اوراہل حدیث کمپلیکس کے تعمیراتی مد میں تعاون کے حصول وغیرہ کے سلسلے میں تبادلہ خیال ہوا۔ پھر مولانا منظر احسن سلفی صاحب کے ہمراہ مرکزی قافلہ جناب واجد صاحب کی نومولود بچی جسے ان کو ۷ سال بعد اللہ تعالیٰ نے نوازہ تھا کے عقیقہ میں شرکت کی اور دعائیں دیں۔

معروف جماعتی وملی اور سیاسی شخصیت جناب شکیل الزمان انصاری صاحب سابق وزیر حکومت بہار کو صدمہ عظیم: یہ خبر یقیناً نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ پٹنہ کے عظیم روایتی اہل حدیث خانوادے کے چشم و چراغ اور معروف جماعتی وملی اور سیاسی شخصیت جناب شکیل الزمان انصاری صاحب سابق وزیر حکومت بہار کے اکلوتے صاحبزادے عزیزم ناصر کا مورخہ 19 / جنوری 2026ء کو بعمر 33 / سال دہلی میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی تدفین اسی روز بعد نماز عشاء دہلی کے شاہین باغ قبرستان میں عمل میں آئی۔

عزیزم ناصر پیدائشی طور پر معذور اورفریش تھے، جن کی مناسب دیکھ بھال، پرورش وتربیت اور تیمارداری جناب شکیل الزمان انصاری صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ جو بھدوہی کے معروف وزیری خانوادے کی نیک وخلیق خاتون ہیں، نہایت صبر وشکیبائی سے کر رہے تھے۔ ان کی وفات سے پورا خاندان خصوصا ڈاکٹر صاحب اوران کی اہلیہ محترمہ ہنوز گہرے صدمے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا کرے اور معصوم بیٹے کی وفات کو ان کے لیے باعث اجراور ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔ (شریک غم و دعاگو: اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

19 / جنوری 2026ء کوامیر محترم نے ممبرا کی عالیشان مسجد الفرقان میں بعد نماز فجر آیت کریمہ ’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ ‘‘ کی روشنی میں پرمغز درس دیا جس میں اللہ اور رسول کی پکار پر فوری لبیک کہنے کی اہمیت وضرورت پر زور دیا اور کہا کہ بصورتِ دیگر انسان کا دل حق کو قبول کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔ اس لیے ’یامقلب القلوب ثبت قلبی علی طاعتک‘‘ کا ورد کرتے رہنا چاہیے۔ ☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’ جریدہ ترجمان‘‘ (اُردو)، ماہنامہ ’’اصلاح سماج‘‘ (ہندی)، نیز ماہنامہ ’’دی سمپل ٹروتھ‘‘ (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایا جات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایا جات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اعلان داخلہ

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں قائم اعلی تعلیمی وتربیتی ادارہ ''المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ'' میں نئے تعلیمی کلینڈر (2026-2027) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

30/ مارچ 2026ء مطابق 10/ شوال المکرم 1447ھ بروز پیر تا 4/ اپریل 2026ء

مطابق 15/ شوال المکرم 1447ھ بروز ہفتہ داخلہ لیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل (سند فضیلت یافتہ) ہو۔ ● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ ● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ ● فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ ● جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ ● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو ● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو ● مکھیہ/کونسلر کی طرف سے تصدیق لازمی ہے ● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ ● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ ● دعوت وافتاء کی عملی مشق۔ ● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔ ● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست ● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب ● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ ● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ ● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ● بہترین رہائشی انتظامات ● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ ● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: 25/ مارچ 2026ء 5 شوال المکرم 1447ھ بروز بدھ

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

''المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة''

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔ ۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

فون نمبر:۔ 23273407 -011، موبائل: 9213172981 ,09560841844

شعبۂ تعلیم و تربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال و اولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292